مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ
خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْماً (۳۳:۴۰)

رسالہ موسومہ بہ

آخری نبی

از رشحات قلم

حضرت مولانا محمد علی لاہوری امیر اول جماعت احمدیہ لاہور

یہ کتابچہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیاں کے اس غلط عقیدہ کی
رد میں لکھا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی نہیں۔

﴿شائع کردہ﴾

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈیا

ایل۔۲۵/اے، دلشاد گارڈن، دہلی۔۹۵

Email:ahmadiyyaanjuman@yahoo.co.in

Our Website: www.aaiil.org

www.aaiil.org

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب .... آخری نبی

مؤلف .... مولانا محمد علی لاہوری

طبع اول۔ لاہور پاکستان میں ۱۹۲۲ء

طبع دوم۔ پہلی مرتبہ دہلی ہندوستان میں ۲۰۱۰ء

تعداد ۱۰۰۰

تعداد صفحات ۶۹

(نظر ثانی شدہ ایڈیشن)

شائع کردہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈیا

ایل۔۲۵/اے، دلشاد گارڈن، دہلی۔۹۵

Email:ahmadiyyaanjuman@yahoo.co.in

Our Website: www.aaiil.org

تمہید

کیسا پرحکمت اور دلکش مسئلہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے آخری نبی ہیں۔ جن کے جھنڈے تلے کُل انسانیت جمع ہوگی انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قد می۔ دنیا کی ابتدائی حالت ایک بچہ کی زندگی کے مانند ہے۔ضروریات وقتی کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے الگ الگ قوموں میں اپنے نبی بھیجے تا کہ ان کی ضرورتوں کے مطابق انہیں تعلیم دیں اور جب دنیا کی وہ حالت درست ہوگئی جسے انسان کے زمانہ بلوغ سے مشابہت ہے تو ایک مکمل لباس تقویٰ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے عطا ہوا جس میں آئندہ کسی اور کی ضرورت نہ رہی۔

دنیا پر پہلے ایک تاریک رات چھائی ہوئی تھی جس کے اندر گھر گھر کو روشن کرنے والے نبوت کا چراغ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے روشن کیا اور آخر میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آفتاب عالمتاب کا ظہور ہوا اور داعیاً الی اللّٰہ باذنہ وسراجاً منیرا (۴۶:۳۳)

آپؐ کے کامل نور کے بعد کسی چراغ کی ضرورت نہ رہی۔ نہ نئے کی، نہ پرانے کی۔ نسل انسانی کی وحدت جو اسلام کے دو عظیم الشان مقاصد میں سے ایک مقصد ہے۔ پوری نہیں ہوسکتی۔سوائے اس کے کہ ایک ہی تخت نبوت کے گرد سب گھومنے والے ہوں۔غلام لاکھ ہوں اور آقا ایک ہو۔پھر اگر خدا کے کلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاتم النبیین یا آخری نبی کے لفظ آئے تھے تو خدا کے فضل نے اس کی سچائی کو کیسا واضح کردیا کہ اس تیرہ سو سال میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد گذرے ہیں دنیا اس قسم کے عظیم الشان انسانوں کو پیدا نہیں کرسکی جو اخلاقی اور مذہبی انقلاب دنیا میں پیدا کردیا کرتے تھے اور اس بات کا اعتراف مخالفین اسلام تک کو ہے۔تو یوں خدا تعالیٰ کا قول نہایت اعلیٰ درجہ کی حکمت پر مبنی تھا۔آپؐ اللہ تعالیٰ کی اس فعلی شہادت سے مؤید ہوکر آفتاب نصف النہار کی طرح چمکے۔

اب میری ان دونوں مسلمان گروہوں کی خدمت میں جو یا تو ایک پرانے نبی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنا مانتے ہیں اور یا ایک نئے نبی کا آنا مانتے ہیں۔ یہ التماس ہے کہ وہ ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ اسلام کی عظمت اسی بات میں ہے کہ اب ایک نبی دنیا کا ہادی

رہے۔ نہ قرآن کے بعد ہمیں کسی کتاب کی ضرورت ہے، نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی ضرورت ہے۔ ہمارا ایک خدا ہے، ایک رسول ہے اور ایک کتاب ہے رضینا باللّٰہ رباًّ وبالاسلام دیناً وبمحمد نبیناً لااِلٰہَ اِلّا اللّٰہُ محمدٌ رَسُولُ اللّٰہِ

خاکسار

محمد علی

احمدیہ بلڈنگس لاہور

۱۶/دسمبر ۱۹۲۲ء

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہٖ الکریم

میں مدت سے چاہتا تھا کہ جناب میاں صاحب مسئلہ نبوت پر خود قلم اٹھائیں اور میں اصولاً اس مضمون پر کچھ لکھنے کے لئے انہیں مدعو کرتا رہا مگر انہوں نے توجہ نہ کی اور اس معاملہ میں حقیقۃ النبوت کا حصہ اول لکھ کر اور حصہ دوم کا وعدہ کر کے ہمیشہ کے لئے خاموشی اختیار کر لی۔ اس مہر خاموشی کو اب گورداسپور کے بیان عدالت نے توڑا ہے اور مجھے ان کے اب خود قلم اٹھانے پر بہت خوشی ہوئی ہے۔ اس لئے کہ یہ بحث اصولاً نہایت آسانی سے طے ہو سکتی ہے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مطابق تعلیم قرآن وحدیث آخری نبی ہیں تو آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ سوائے اس کے کہ بطور مجاز یا استعارہ کوئی اس لفظ کو استعمال کرے اور اگر کوئی قطعی شہادت نہ ملے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد بابِ نبوت مسدود نہیں ہے تو بلاشبہ کوئی شخص نبی ہو سکتا ہے۔

ہمارے سامنے سوال نہایت مختصر ہے جس کو حل کرنا ہے یعنی یہ تو میرا اور میاں صاحب دونوں کا ایمان ہے کہ قرآن کریم میں الفاظ خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آئے ہیں بحث صرف اس قدر ہے کہ ان الفاظ کے معنی کیا ہیں۔ میاں صاحب کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی ہیں وہ شخص جس کے اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔ میرے نزدیک ''خاتم النبیین'' کے معنی ہیں۔ آخری نبی۔ میاں صاحب نے دعوے سے بیان کیا ہے کہ جو معنی وہ کرتے ہیں وہ لغت میں لکھے ہوئے ہیں اور جس طرح وہ معنی کرتے ہیں۔ اسی طرح لکھے ہوئے ہیں یعنی وہ الفاظ کی کوئی تاویل قطعاً نہیں کرتے اور ''خاتم النبیین'' کے معنی لغت میں آخری نبی نہیں ہے۔ چنانچہ ان کے بیان کے الفاظ ان کے اخبار الفضل میں شائع شدہ بیان کے مطابق یہ ہیں۔

''ہمیشہ سے اس کے یہ معنی کئے جاتے ہیں ہم اس کی تعبیر نہیں کرتے بلکہ یہ معنی لغت کے ہیں۔ بعض لوگ ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی بھی کرتے ہیں مگر لغت میں اس کے معنی آخری نبی کے نہیں ہیں'' (الفضل ۲۶/۲۹، جون ۱۹۲۲ء)

اب میں لغت سے میاں صاحب کی نئی تفسیر کی رُو سے محاورہ عرب ہی مراد لے لیتا

ہوں تو یہ تو میاں صاحب نے بھی مان لیا کہ وہ اپنے معنی محاورہ عرب میں بغیر کسی تاویل کے صفائی سے لکھے ہوئے بتاویں گے اور بالمقابل میرا ابھی یہ دعویٰ ہے کہ جو معنی میں کرتا ہوں وہ میں محاورہ عرب میں صفائی سے لکھے ہوئے دکھادوں گا۔ اول میں اپنے دعویٰ کو لیتا ہوں اور تین طرح پر دکھاؤں گا کہ محاورہ عرب کی رُو سے ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی ہیں، یعنی اول اس طرح پر کہ خود ان الفاظ خاتم النبیین کے معنی لغت یا محاورہ عرب کی کتابوں میں آخری نبی لکھے ہیں دوسرے اس طرح پر کہ عرب میں ''خاتم القوم'' کا محاورہ جس کے مطابق ''خاتم النبیین'' ہے صرف ایک ہی۔ یعنی ''آخر القوم'' کے معنی میں بولا جاتا تھا۔ تیسرے اس طرح پر کہ لفظ خاتم بمعنی آخری۔ عرب میں استعمال ہوتا تھا۔ میاں صاحب نے اس بات کو بھی تسلیم کیا ہے کہ ''لغت عرب کا بہت سا علم ہمیں کتب لغت کے ذریعہ سے ہی ہوتا ہے'' اس کے علاوہ جو تھوڑا سا علم حاصل ہوتا ہے جسے انہوں نے خود بطور شہادت پیش کیا ہے وہ تفسیر کشاف اور تفسیر ابو حیان یا تفسیر فتح البیان میں ابو عبیدہ کا قول ہے جس کے اقوال کو صاحب لسان نقل کیا کرتے ہیں

تو معلوم ہوا کہ یہ باقی تھوڑا سا علم بھی میاں صاحب کے اپنے بیان کے مطابق مصنفین کتبِ لغت سے یا مفسرین سے حاصل ہوتا ہے۔ ان کے سوا میاں صاحب نے اور کوئی سند پیش نہیں کی۔ یعنی ایام جاہلیت کے اشعار وغیرہ سے کوئی سند نہیں دی۔ اس لئے ہماری موجودہ بحث میں کتب لغت اور تفاسیر ہی بالآخر محاورہ یعنی لغت کا مدار ہیں۔ اس لئے میں ان دونوں کے اقوال کو پیش کرتا ہوں یاد رہے کہ میں تاویل کوئی نہیں کروں گا یعنی یوں نہیں کہوں گا کہ لغت میں یوں ہے اور اس سے مراد یہ ہے بلکہ صرف الفاظ لغت کو پیش کروں گا اور میاں صاحب کا دعویٰ بھی یہی ہے کہ ان کے معنی بغیر کسی تاویل کے لغت میں موجود ہیں اور ہمیشہ سے ہوتے چلے آئے ہیں۔ اس لئے وہ بھی کوئی تاویل نہیں کریں گے یعنی یہ نہیں کہیں گے کہ لغت میں یہ معنی لکھے ہیں اور مراد اس سے یہ ہے۔

اب اول لغت کی کتابوں کو لیتا ہوں جن میں بہت سا علم لغت کا ہے اور بعد میں تفاسیر کو لوں گا جہاں تھوڑا علم لغت کا ہے الفاظ ''خاتم النبیین'' کے معنی لغت کی کتابوں میں یوں لکھے ہیں۔

(۱) تاج العروس:۔خاتَم النبیین اے آخرھم یعنی "خاتم النبیین" کے معنی آخری نبی ہیں۔

(۲) **لسان العرب**:۔ وخاتَم النبیین اے آخرھم قال وقد قری خاتِم یعنی ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی ہیں اور خاتَم کی جگہ خاتِم بھی پڑھا گیا ہے۔

(۳) **مفردات راغب**:۔ وخاتَم النبیین لانہ ختم النبوۃ اے تممھابمجیۃ اور ''خاتم النبیین'' اس لئے کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا یعنی اپنے آنے سے تمام کر دیا۔

مسئلہ نبوت اور میاں صاحب

(۴) **مجمع البحار**:۔ بالفتح اسم اے آخرھم یعنی (خاتَم) فتح کے ساتھ اسم ہے اور (خاتم النبیین کے) معنی آخری نبی ہیں لیکن میاں صاحب کے لئے ایسی شہادتیں کیا وقعت رکھتی ہیں۔ ''رہا یہ سوال کہ جن مصنفین نے یہ معنی بتائے ہیں انہوں نے کہاں سے یہ معنی لکھے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے عقیدتاً پہلے خاتم النبیین کے معنی آخری کے کئے ہیں اور اس عقیدہ کو اپنی کتب میں لکھ دیا ہے'' مگر میاں صاحب نے اپنی نرالی منطق سے اس گرہ کو نہ کھولا کہ جب محاورہ عرب میں خاتَم کے معنی آخری آتے ہی نہ تھے تو عقیدہ کس طرح بن گیا۔ یعنی یہ ایجاد کس نے کی کہ ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی ہیں۔ آیا یہ عقیدہ بغیر محاورہ عرب کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا کہ میں آخری نبی ہوں یا یہ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بنالیا اور کیا وہ محاورہ عرب سے ناواقف تھے؟ جب محاورہ عرب میں صراحت سے اس کے ایک ہی معنی تھے کہ ''وہ جس کی اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے'' تو یہ آخری نبی کا عقیدہ کب اور کس نے ایجاد کیا۔ امید ہے کہ میاں صاحب کی ذہانت اس کو ضرور حل کر دے گی۔

ما بہ النزاع خاتم النبیین کے معنی ہیں

میاں صاحب کی سوچ یہ ہے کہ لغت نویسوں کے لغت لکھنے سے پہلے ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی۔ اس قدر عام تھے کہ انہوں نے بھی بغیر سوچے اپنی کتابوں میں یہ لکھ دیا''۔ بلکہ

۱۔ سب سے بڑا مغالطہ جو میاں صاحب نے اس مضمون میں دینا چاہا ہے وہ یہ ہے کہ گویا خاتَم کے معنی مہر ثابت ہو جانے سے ''خاتم النبیین'' کے معنی بن جاتے ہیں۔ وہ نبی جس کی اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔ حالانکہ ہمارا مطالبہ یہ نہیں کہ وہ خاتَم کے معنی مہر دکھا دیں بلکہ یہ ہے کہ وہ ''خاتم النبیین'' کے معنی ایسا نبی ہے جس کی اتباع سے دوسرے نبی بن جایا کریں۔

جناب میاں صاحب کا قیاس اور بھی پرواز کر کے بعض بلندیوں یا گہرائیوں کو طے کر کے یہاں پہنچا ہے کہ ''یہ بھی بعید از قیاس نہیں کہ بعض لوگوں نے اس آیت کے معنی آخری نبی سن کر اس لفظ کو ان معنوں میں استعمال کرنا شروع

خاتم النبیین کے معنی محاورہ عرب میں

کر دیا ہو'' ایسے ایسے قیاسات سے تو (نعوذ باللہ) یہ بھی کہا سکتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا میں کوئی نہیں ہوئے مگر چونکہ پہلے بعض لوگوں نے یہ عقیدہ بنا کر ایک قرآن مشتہر کر دیا۔ اس لئے تاریخ نویسوں نے بھی لکھ دیا کہ ایسے ایسے واقعات ہوئے ہیں میں نہیں جانتا کہ میاں صاحب کی یہ دست درازیاں آخر انہیں کہاں تک پہنچا ئیں گی۔

مزید ان پر اتمام حجت کے لئے میں ان چار سب سے اعلیٰ درجہ کی مستند لغت کی کتابوں کے علاوہ ایک عیسائی کی لکھی ہوئی لغات کا اضافہ کرتا ہوں کیونکہ مسلمانوں نے تو بوجہ عقیدہ کے ایک غلط معنی کو قبول کر لیا مگر عیسائی کا عقیدہ تو یہ نہ تھا اس نے کس بنا پر قبول کر لیا۔

(۵) ایڈورڈ ولیم لین (Edward William Lane) عربی انگریزی ڈکشنری جو آٹھ جلدوں میں ہے ''خاتَم النبیین'' The last of the Prophets یعنی خاتَم النبیین اور خاتِم النبیین دونوں کے معنی آخری نبی ہیں۔

میاں صاحب لکھتے ہیں ''خاتم النبیین'' کے معنی اہل لغت نے اگر لکھے ہیں تو محض اپنا

محاورہ عرب کا علم کہاں سے ملتا ہے

خیال لکھ دیا ہے کیونکہ یہ لفظ تو پہلے موجود نہ تھا اس کے معنی محاورہ عربی میں کیونکر کچھ ہوسکتے تھے۔ میاں صاحب کے الفاظ ملاحظہ ہو ''اب خاتم النبیین کے الفاظ کی نسبت آپ غور کریں کہ یہ اصطلاح ہیں یا محاورہ ہیں۔ اگر ان کو آپ محاورہ قرار دیں گے تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام کفار عرب ''خاتم النبیین'' کے الفاظ استعمال کیا کرتے تھے اور ان کا یہ محاورہ تھا کہ جب نبی کے لفظ کیساتھ خاتَم کا لفظ مل جائے تو وہ ضرور اس کے معنی آخری ہی کے کیا کرتے تھے اور یہ بالبداہت باطل ہے اور اگر قرآن کریم کے بعد مسلمانوں میں یہ محاورہ بھی ہو جائے

تو قرآن کریم کے معنوں پر اس کا اثر نہیں ہوسکتا کیونکہ کسی کلام کے معنی کرنے میں یہ احتیاط ضروری ہوتی ہے کہ اس محاورہ کے مطابق اس کے معنی کئے جائیں جو اس سے پہلے کا ہو۔"

خاتم النبیین کے معنی کُتب لغات میں

میاں صاحب کی رائے ہر علم پر سند ہوتی ہے اصول لغت پر بھی ان کی رائے بطور سند لینی چاہیئے۔ مگر انہوں نے غور نہیں کیا کہ میں نے وہ محاورہ بھی لغت سے نقل کر دیا تھا جس کے مطابق خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کئے گئے ہیں پھر توجہ دلاتا ہوں مگر امید نہیں کہ میاں صاحب اب بھی پرواہ کریں۔ انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہی کہیں گے۔ چاہے ہزار دلائل ان کے سامنے پیش کی جائیں۔

(۱) لسان العرب، ختام القوم وخاتِمهم وخاتَمهم آخرهم یعنی خِتام القوم اور خاتِم القوم اور خاتَم القوم ان سب کے معنی ان میں سے آخری ہوتے ہیں۔

(۲) تاج العروس والخاتَم آخر القوم کالخاتِم یعنی کسی قوم کے آخری آدمی کو اس کا خاتَم یا جیسا کہ خاتم کہا جاتا ہے۔

پس ان دونوں سب سے بڑی مستند کتابوں کی شہادت سے ظاہر ہے کہ اہل عرب میں خاتَم القوم کا محاورہ موجود تھا اور اس کے معنی اس قوم کا آخری شخص تھے یعنی جو معنی خاتِم القوم کے تھے۔ غالباً میاں صاحب یہ جرأت نہ کریں گے کہ کہہ دیں کہ لغت نویسوں نے اپنے عقیدہ کی تائید کے لئے یہ محاورہ خود ہی گھڑ لیا ہے۔

اب لغت میں "خاتَم النبیین" کے معنی آخری نبی بھی میں دکھا چکا ہوں اور اسی رنگ کا محاورہ بھی دکھا چکا ہوں یعنی یہ کہ خاتَم القوم کے معنی اس قوم کا آخری آدمی۔ یہی عرب کرتے تھے اور کرتے ہیں اور اگر غور کیا جائے تو "خاتَم القوم" کے اور معنی ہو بھی کیا سکتے ہیں۔ یہ مطلب تو ہوسکتا ہی نہیں کہ ساری قوم نے کہیں ایک مہر بنوا کر رکھ چھوڑی ہو۔ پس یہ محاورہ خاتم النبیین کے معنی پر قطعی شہادت ہے یعنی اگر خاتم کے معنی مہر بھی ہو اور آخری بھی تو بھی "خاتَم القوم" کے معنی صرف آخری ہی ہوں گے نہ مہر اور یوں اس محاورہ میں آکر لفظ کے صرف یہی ایک معنی رہ جائیں گے اور اسی طرح پر خاتَم النبیین کے معنی صرف آخری نبی کے ہی رہ جائیں گے اس کے بعد اب صرف

ایک اور بات باقی رہ جاتی ہے کہ آیا اکیلے خاتَم کے معنی آخری لغت میں آتے ہیں یا نہیں۔

میاں صاحب لکھتے ہیں:۔

''اگر آپ تعصب کو چھوڑ کر خاتَم کے معنی لغت میں الگ دیکھیں اور نبیین کے معنی الگ دیکھیں تب آپ کو معلوم ہوگا کہ کوئی لغت کی کتاب ایسی نہیں جس میں خاتَم کے معنی مہر کے نہیں لکھے''

عیسائی لغت نویسوں نے بھی خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کئے ہیں

میاں صاحب کو شاید اب یاد نہیں رہا۔ان کا دعویٰ یہ نہ تھا کہ خاتَم کے معنی مہر بھی ہوتے ہیں۔اور نہ میں نے کبھی یہ کہا کہ خاتَم کے معنی مہر نہیں ہے۔دعویٰ تو ان کا یہ تھا کہ ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی نہیں ہیں۔اس لئے جب الگ الگ الفاظ کے دیکھنے کی نصیحت فرمائی تھی تو یوں لکھتے ہیں کہ ''اگر آپ تعصب کو چھوڑ کر خاتَم کے معنی لغت میں الگ دیکھیں اور نبیین کے معنی الگ دیکھیں تب آپ کو معلوم ہوگا کہ ''کوئی لغت کی کتاب ایسی نہیں جس میں خاتَم کے معنی آخری لکھے ہوں۔''

ان کا دعویٰ یہ ہے کہ ''خاتَم النبیین'' کے معنی آخری نبی نہیں اس کے لئے ان کی اپنی تجویز کے مطابق کسی لغت کی کتاب میں خاتَم کے **معنی آخری نہیں ہونی چاہئے لیکن میں اس کے بالمقابل دکھاتا ہوں کہ کوئی لغت کی بڑی کتاب ایسی نہیں جس میں خاتَم کے معنی آخری نہ لکھے ہوں۔**
پہلے میں مسلمانوں کی لکھی ہوئی لغاتوں کو ہی پیش کرتا ہوں گو میاں صاحب عیسائیوں کو ترجیح دیتے ہوں۔

اول۔تاج العروس والخاتَم من کل شئی عاقبته و آخرته کخاتمته والخاتَم آخر القوم کالخاتِم اور خاتَم۔ہر شے کا اس کا انجام اور اس کا آخری حصہ ہے جیسے اس کا خاتمہ اور خاتَم قوم میں سے آخری شخص ہے جیسے خاتِم اور اسی کتاب میں خاتَم خاتِم ،خاتام، خَیتام،خِیتام،خَتم،خاتیام کو ہم معنی قرار دیا ہے۔

دوم:۔لسان العرب کے دو قول اوپر نقل ہو چکے ہیں۔اس کے علاوہ خِتام کے معنی آخری دے

خاتم القوم کا محاورہ

کر لکھا ہے۔ الخاتِمُ والخِتام متقاربان فی المعنی الاان الخاتَم الاسم والخِتام المصدر یعنی خاتَم اور خاتِم اور ختام معنی میں قریب قریب ہیں اور فرق کوئی نہیں سوائے اس کے کہ خاتَم اسم ہے اور ختام مصدر ہے۔

سوم۔قاموس. خاتَم اور خاتِم اور خاتام وغیرہ کو ہم معنی قرار دے کر اوران کی تشریح کرتے ہوئے آخر میں لکھا ہے ومن کل شئی عاقبته وآخرته کخاتمته وآخرالقوم کالخاتِم۔یعنی ہر چیز کے انجام اور آخری حصہ کو کہا جاتا ہے جیسے اس کا خاتمہ اور قوم کے آخری شخص کو بھی کہا جاتا ہے جیسے خاتِم۔

چہارم۔مختار الصحاح والخاتم بفتح التاء وکسرھاو الخیتام والخاتام کله بمعنی اور خاتَم اور خاتِم اور خیتام اور خاتام سب کے ایک ہی معنی ہیں۔

پنجم۔منتھی الارب خاتِم کے معنی میں لکھا ہے آخر ہر چیزے وپایاں آن وآخر قوم وخاتم بالفتح مثلہ یعنی خاتِم کے معنی ہیں ہر چیز کا آخر اور اس کا انجام اور قوم کا آخری شخص اور یہی معنی خاتَم کے ہیں۔

ششم۔صحاح جوھری۔الخاتَمُ والخاتِم بکسر التاء والخیتام والخاتام کله بمعنی خاتَم اور خاتِم اور خیتام اور خاتام سب کے ایک ہی معنی ہیں۔

مسلمانوں پر تو عقیدہ کا اثر ہو امگر عیسائی نویسوں کو لیجئے وہ بھی یہی لکھتے ہیں۔

ہفتم:۔اقرب الموارد. الخاتِمُ والخاتَمُ والخاتام۔ آخر القوم وما یوضع علی الطینة وعاقبة کل شئ یعنی خاتِم اور خاتَم کے معنی انگشتری ہیں اور ایک قوم کا آخری شخص اور مہر اور ہر چیز کا انجام۔

ہشتم:۔سامن کی عربی انگریزی ڈکشنری خاتِم اور خاتَم کے ایک ہی معنی ہیں۔

نہم:۔ لین کی عربی انگریزی ڈکشنری خاتَم کے معنی میں دیا ہے The end or last part of a thing یعنی کسی چیز کا انجام یا آخری حصہ۔

اس قدر لغت کی شہادت ہوتے ہوئے میاں صاحب عدالت میں جا کر بیان دیتے

ہیں کہ ''خاتم النبیین'' کے معنی لغت میں آخری نبی نہیں اور پھر بجائے غلطی کو تسلیم کرنے کے مضمون

لغت میں خاتَم کے معنے آخری

لکھتے ہیں کہ محاورہ عرب میں خاتَم کے معنی آخری نہیں اوراس کی دلیل کیا ہے تین تفاسیر کی عبارتیں۔ وہی تفاسیر جن کو اس قدر نا قابل اعتبار ٹھہرایا تھا کہ ان کی باتوں کو قبول کرنے کی وجہ سے اہل لغت بھی نا قابل اعتبار ہو گئے تھے۔ کیا یہی طریق تقویٰ ہے۔ ایک طرف لغت نویسوں کی شہادت کو اس بنا پر رد کیا جاتا ہے کہ وہ تفاسیر کو نقل کرتے ہیں دوسری طرف انہی لغت کی کتابوں کے خلاف وہی تفاسیر کی شہادت اپنی تائید میں پیش کی جاتی ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ شہادت بھی میاں صاحب کی تائید میں نہیں۔

کشاف نے بیشک لکھا ہے کہ خاتَم بمعنی طابع یعنی مہر ہے مگر اول اس نے دوسرے معنی سے انکار نہیں کیا۔ اگر اس کے ذکر نہ کرنے سے انکار بھی مانا جائے تو یہ ایک شخص کا علم ہے اسے وہ دوسرے معنی معلوم نہیں۔ اگر یہی طریق تحقیق ہے کہ ایک لغت میں ایک لفظ کے خاص معنی نہ دئے ہوں تو دوسری لغتوں میں وہ قابل قبول نہیں ہوتے۔ تو میاں صاحب کے وجود پر لغت عرب جس قدر فخر کرے بجا ہے۔ میاں صاحب کے استدلالات دنیا سے نرالے ہوتے ہیں۔ اگر لغت عرب میں خاتَم آخری کے معنی میں استعمال ہوتا تو ضرور تھا کہ زمخشری اور ابوعبیدہ کو اس کا علم ہوتا چونکہ زمخشری کو اس کا علم نہیں اس لئے یہ معنی نہ تھے گویا لغت میں جس بات کا زمخشری کو علم نہ ہو اس کا وجود ہی نہیں ہوسکتا۔ یہ وقعت زمخشری کو کس طرح حاصل ہوئی۔ حالانکہ اس کی لغت اساس کا آج تک ایک حوالہ بھی میاں صاحب نے نہیں دیا۔ تاج العروس اور لسان العرب کیوں رد کردی گئیں۔ اس لئے کہ ان میں خاتَم کے معنی آخری لکھے ہیں

پھر دیکھو مدارک التنزیل جہاں خاتَم بمعنی طابع دے کر صاف لکھا ہے آخرھم لانبیاً احد بعدہ یعنی آخری نبی جس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ تو کشاف کی یہ مراد نہیں کہ طابع معنی لیکر آخری نبی کے سوا کچھ اور معنی بنتے ہیں بلکہ خاتم النبیین کے معنی تو کشاف بھی صاف الفاظ میں آخر الانبیاء ہی کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس کے ساتھ ہی لکھا ہے فان قلت کیف کان آخر الانبیاء۔ محمد

ابن حیان کے قول پر میاں صاحب نے اور بھی کم توجہ کی ہے۔وہ بھی کشاف کی طرح خاتم بفتح تا کی قرات کو قبول کرتے ہیں اور صاف لکھا ہے انھم به ختموا نبی آپ کے ساتھ ختم ہو گئے فھو کالخاتم والطابع لھم آپؐ ان کے لئے بطور مہر کے ہیں۔کیونکہ کسی چیز پر مہر کا لگ جانا ایک ہی معنی رکھتا ہے کہ اب اس میں اور کچھ داخل نہیں ہوسکتا جو معنی آپ کے قصر نبوت کی آخری اینٹ ہونے کے ہیں وہی معنی مہر ہونے کے ہیں۔اور پھر لکھتے ہیں ومن ذھب الی ان النبوۃ مکتسبة لاینقطع ...... فھو زندیق یجب قتله اور جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ نبوت اکتسابی ہے جو منقطع نہیں ہوئی تو وہ زندیق ہے جس کا قتل واجب ہے۔

پس خاتم النبیین کے معنی وہ بھی آخری نبی کرتے ہیں نہ کچھ اور۔اور یہ میاں صاحب کی خوش فہمی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ خاتم کے معنی مہر لے کر کچھ اور معنی خاتم النبیین کے بن جاتے ہیں۔ہاں ابوعبیدہ خاتَم کی قرأت کو قبول نہ کرنے میں ان تینوں میں منفرد ہیں لیکن انہوں نے یہ نہیں کہا کہ خاتَم کی قرأت سے معنی کچھ اور بنتے ہیں۔بلکہ صرف خاتِم قرأت کو ترجیح دی ہے اس سے بھی میاں صاحب کو کچھ حاصل نہیں ہوسکتا اور وہیں فتح البیان میں حسن کا قول منقول ہے۔الخاتَم ھو الذی ختم به فالمعنی ختم اللّٰه به النبوۃ فلاشئی بعدہ — خاتَم وہ ہے جس کے ساتھ ختم کر دیا جائے۔پس معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ساتھ نبوت کو ختم کر دیا سو آپ کے بعد کوئی نبوت نہیں اور ابن جریر نے جس کا پایہ حل لغت میں سب سے بڑھ کر ہے۔لکھا ہے کہ خاتَم النبیین (بفتح تا) کے معنی ہیں کہ انه آخر النبیین یعنی آپ آخری نبی ہیں۔اسی طرح بیضاوی میں خاتَم کے معنی ہے آخرھم الذی ختمھم او ختموا علی قراۃ عاصم بالفتح یعنی آخری نبی جس نے نبیوں کو ختم کیا۔یا تا کے فتح کیساتھ یہ معنی ہیں کہ جس کے ساتھ نبی ختم کئے گئے۔پس خاتَم کے معنی آخری لیں۔یا اس کے معنی مہر لیں دونوں صورتوں میں ''خاتَم النبیین'' کے معنی پر اہل لغت کا اتفاق ہے کہ اس کے معنی آخری نبی ہیں اور میاں صاحب کے بیان میں خاتم النبین کے لفظ میں نہ صرف خاتَم کے۔

اب اس قدر لغت اور تفاسیر کی شہادت ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی ہونے پر ہوتے ہوئے کس قدر جرأت ہے کہ ایک شخص یہ کہہ دے کہ لغت میں یہ معنی ''خاتم النبیین'' کے نہیں ہیں۔

میاں صاحب کی پیش کردہ شہادت

اور یہ سب لوگ پہلے عقیدتاً ایک بات کو ماننے لگے بعد میں معنی بنا لئے تو یہ بھی بتانا چاہئے کہ یہ معنی کب بنائے گئے اور مشرق ومغرب میں یہ عقیدہ کس طرح پھیل گیا۔ پہلے پہل جس شخص نے ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی کئے اس نے کس بنا پر کئے کیونکہ میاں صاحب کہتے ہیں یہ محاورہ عرب میں تھا ہی نہیں۔ تو پہلے کوئی شخص میاں صاحب کی طرح ذہین پیدا ہوا ہوگا جس نے خاتم کے معنی آخری ایجاد کر لئے اور پھر تمام عالم، مشرق ومغرب میں جو معنی مشہور تھے کہ اس سے مراد آئندہ نبی بنانے والا ہے وہ اس کی اس ایجاد کے سامنے دنیا کی تمام لغاتوں اور تمام محاورات سے ایسے اُڑے کہ آج ان کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جس طرح میاں صاحب نے مذہب کو بازیچۂ اطفال بنایا ہے اس کی نظیر تلاش کرنی بھی مشکل ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ کیا انسان کے دماغ سے بھی ایسی باتیں پیدا ہوسکتی ہیں۔ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کبھی ہوئے ہی نہ تھے۔ نہ محاورہ عرب کے مطابق ہوسکتے تھے مگر کوئی میاں صاحب کا پیشرو ایسا زبردست پیر ثابت ہوا کہ سب لوگ آنکھیں بند کر کے اس کے پیچھے چلنے لگے اور جو اصل معنی خاتم النبیین کے

تمام تفاسیر میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہیں

محاورہ عرب کے مطابق بالکل صاف اور واضح تھے جن میں کسی تاویل کی بھی حاجت نہ تھی یعنی ''نبیوں کا بنانے والا'' وہ تمام دلوں اور تمام کتابوں سے ایسے محو کردیئے کہ اگر میاں صاحب نے ان کو آج زندہ نہ کیا ہوتا تو کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ آتے۔

اے بندگان خدا اگر واقعی تمہارے دلوں میں خدا کا خوف ہے اور میں جانتا ہوں کہ ہے تو کیوں ایک لمحہ کے لئے اس پیر پرستی سے الگ ہوکر غور نہیں کرتے کہ وہ معنی جو جناب میاں صاحب فرماتے ہیں کہ ہمیشہ سے لغت میں چلے آئے ہیں اور کسی تاویل کے بغیر چلے آئے ہیں۔ وہ کس لغت میں ہیں۔ کیا زمخشری نے لکھے ہیں جو اب میاں صاحب کے نزدیک سب سے بڑے ماہر لغت ہیں یا ابوعبیدہ نے یہ معنی کئے ہیں یا تفسیر ابی حیان میں کہیں ان کا ذکر ہے میاں صاحب کی لغت پر یہی شہادتیں تھیں مگر ان میں سے تو کسی نے یہ معنی نہیں کئے۔ آخر ان کا کوئی

تو حوالہ ہو۔

''نبیوں کی مہر'' تو بلاشبہ ہم نے معنی کر لئے مگر نبیوں کی مہر سے جو آج تک علمائے اسلام اور علمائے لغت نے سمجھا وہ تو آخری نبی ہی سمجھا۔ نبیوں کی مہر کے یہ معنی کہ ''اس کی اتباع سے نبی بنا کریں گے'' کس لغت میں لکھے ہوئے ہیں۔ میاں صاحب تو اپنے بیان میں کہتے ہیں ہم تاویل نہیں کرتے مگر یہاں تو تمام دنیا کے تاویل کرنے والوں کے کان کاٹ دیئے۔ اگر یہ تاویل نہیں اگر یہ صراحت ہے تو مسلمان بھی عجیب قوم تھی کہ تیرہ سو سال میں اتنے لغت نویسوں میں سے یہ صراحت کسی کو نظر نہ آئی اور اگر آئی تھی تو اس شخص کا پتہ دیا جائے جس نے پہلے بھی ان الفاظ کا یہ مفہوم سمجھا ہو اور اگر پیش نہیں کر سکتے تو اتنا جھوٹ بولنے کا کیا فائدہ کہ جو معنی ہم کرتے ہیں وہ لغت میں موجود ہیں۔ اور بغیر کسی تاویل کے موجود ہیں اگر ''خاتم النبیین'' کے یہ معنی نہیں دکھا سکتے تو اس قسم کا محاورہ اہل عرب میں ہی دکھا دو کہ خاتم القوم کے معنی ہوتے ہیں وہ جس کی اتباع سے قوم بن جاتی ہے۔ آپ کا دعویٰ لغت میں یہ معنی دکھانے کا ہے سو اگر آپ ایک بھی لغت کی کتاب میں یا کہیں اور محاورہ عرب میں دکھا دیں تو میں ان سارے حوالوں کو جو نو لغاتوں اور تفاسیر سے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونے پر پیش کئے ہیں واپس لے لوں گا۔

لغت کے بعد میں حدیث کی شہادت پیش کرتا ہوں اور میاں صاحب سے بھی یہی چاہتا ہوں کہ وہ اپنے معنی پر حدیث نبوی کی سند پیش کریں۔ فی الحقیقت تو حدیث لغت پر مقدم ہے اس لئے کہ جو الفاظ قرآن نے استعمال کئے ہیں ان اصطلاحات کی اصل شرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کر سکتے ہیں لیکن میں نے لغت کو پہلے اس لئے لیا کہ جو کچھ لکھا گیا ہے میاں صاحب کے عدالت کے بیان کی بنا پر لکھا گیا ہے۔ اور اس بیان میں انکار اسی بات سے کیا گیا ہے کہ لغت میں ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی ہیں لیکن چونکہ میں نے میاں صاحب سے لغت سے اتر کر حدیث کا حوالہ طلب کیا تھا اور میاں صاحب نے ایک حدیث پیش بھی کی ہے اس لئے اب میں احادیث سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتا ہوں وضاحت کے لئے پھر یاد دلا دیتا ہوں کہ

میاں صاحب بتائیں کہ خاتم النبیین کے معنے آخری نبی کس طرح بن گئے۔

میاں صاحب کے نزدیک ''خاتم النبیین'' کے معنی ہیں وہ شخص جس کے اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔میرے نزدیک ''خاتم النبیین'' کے معنی ہیں آخری نبی۔اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کے معنی بتائے ہوں تو ہر ایک مسلمان کی گردن فوراً ان کے سامنے جھک جانی چاہئے۔

سب سے پہلے میں ان معنوں پر احادیث کو پیش کرتا ہوں جن پر اجماع امت چلا آیا ہے۔جس اجماع سے نکلنے والے یا تو وہ کذاب ہوں گے جنہوں نے کسی زمانہ میں پیدا ہو کر دعویٰ نبوت کیا ہو اور یا میاں صاحب ہیں۔میں یہ بھی شروع میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ تمام احادیث کو میں نقل نہیں کرتا۔اس لئے کہ ان سب احادیث کو حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب (مروہوی) اپنے رسالہ ''خاتم النبیین'' میں جمع کر کے شائع کر چکے ہیں جس کے جواب میں میاں صاحب اب تک خاموش ہیں۔اس رسالہ میں مولانا موصوف نے چالیس حدیثیں جمع کی ہیں جن کی تعداد مختلف وطرق کے لحاظ سے ۸۹ تک پہنچتی ہے تو ان تمام کو دہرانا اب لا حاصل ہے جو شخص ان کل حدیثوں کو دیکھنا چاہتا ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں وہ رسالہ ''خاتم النبیین'' کو پڑھے۔ابن کثیر جنہوں نے احادیث کی بنا پر ہی تفسیر لکھی ہے اس آیت خاتم النبیین پر لکھتے ہیں فھذہ الایة نص فی انہ لانبی بعدہ ...... و بذلک وردت الاحادیث المتواترة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حدیث جماعة من الصحابة رضی اللہ عنہ یعنی یہ آیت (خاتم النبیین) نص صریح ہے اس بات پر کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔اور اس پر متواتر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آئی ہیں بلکہ جن کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے۔اب میں ان میں سے چند احادیث کو بیان کرتا ہوں۔

نبیوں کی مہر کا مفہوم

(۱) مثلی ومثل الانبیاء کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ واجملہ الاموضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون بہ ویتعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذا اللبنة فقال انا اللبنة وانا خاتم النبیین ۔میری مثال اور نبیوں کی مثال اس شخص کی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا۔سو اسے بہت اچھا بنایا اور خوبصورت بنایا مگر کونے کی ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی۔پس لوگ اس کے گرد گھومنے لگے اس پر تعجب کرنے لگے کہ اینٹ کیوں نہ لگائی پس فرمایا میں وہ اینٹ

ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

یہ حدیث بخاری اور مسلم اور امام احمد اور نسائی اور اوروں نے بھی بیان کی ہے۔تھوڑے تھوڑے اختلاف الفاظ سے سب کا ماحصل ایک ہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قصر نبوت میں صرف ایک ہی اینٹ کی جگہ خالی تھی اور وہ اینٹ میں ہوں اور کسی میں اس کے ساتھ ہے اناخاتم النبیین اور کسی میں ہے وختم بی النبیون یعنی نبی میرے ساتھ ختم کردئے گئے۔

حدیث میں خاتم النبیین کے معنی

(۲)انہ سیکون فی امتی ثلثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی اللّٰہ و اناخاتم النبیین لانبی بعدی ۔میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ حدیث بھی متفق علیہ ہے۔

(۳) ان الرسالة و النبوة قدانقطعت فلارسول بعدی و لا نبی قال فشق ذلك علی الناس فقال ولکن المبشرات ۔رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی ہے سو میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی تو آپ کا یہ فرمانا لوگوں پر دشوار گذرا تو فرمایا لیکن مبشرات باقی ہیں۔ یہ امام احمد اور ترمذی کی روایت ہے۔

(۴) کانت بنواسرائیل تسوسھم الانبیاء کلماھلك نبی خلفه نبی وانه لانبی بعدی وسیکون خلفاء۔بنی اسرائیل میں انبیاء سرداری کرتے تھے جب ایک نبی فوت ہوجاتا تو اس کے بعد اور نبی آجاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔اور خلیفے ہوں گے ۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم اور احمد و ابن ماجہ نے راویت کی ہے۔

(۵)لم یبق من النبوة الاالمبشرات ۔نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا سوائے مبشرات کے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

(۶) انا محمد وانااحمدو اناالماحی الذی یمحواللّٰہ تعالیٰ بی الکفر و انا الحاشرالذی یحشرالناس علی قدمی و اناالعاقب الذی لیس بعدہ نبی ۔ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹادے گا اور میں حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگ اکٹھے کئے جائیں گے اور میں عاقب ہوں کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ حدیث بھی صحیحین کی ہے۔

(۷)فضلت علی الانبیاء بست ۔ ۔ ۔وختم بی النبیون۔ نبیوں پر مجھے چھ باتوں میں

فضیلت دی گئی ہے۔۔۔(جن میں سے آخری ہے) اور میرے ساتھ نبی ختم کئے گئے۔ یہ حدیث مسلم،نسائی،ترمذی کی ہے۔

(۸)انت منی بمنزلة ھارون من موسیٰ الاانه لانبی بعدی ۔یعنی حضرت علیؓ کوآپؐ نے فرمایاتو مجھ سے اسی مرتبہ پر ہے جیسے ہارون موسیٰؑ سے۔سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۹)لو کان بعدی نبیالکان عمر۔اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو عمر ہوتے۔

طوالت سے بچنے کے لئے میں باقی احادیث کونقل نہیں کرتا ان نو حدیثوں میں جو اعلیٰ پایہ کی کتابوں سے ہیں۔مختلف پہلوؤں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا بیان کیا گیا ہے۔پہلی حدیث میں نبوت کوایک قصر سے تشبیہ دی ہے جس کی آخری اورکونے کی اینٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوقرار دیا گیاہے اوراس کے ساتھ ہی ''خاتم النبیین'' کے الفاظ بڑھا کر بتادیا ہے کہ ''خاتم النبیین'' سے یہی مراد ہے کہ آپ قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں اور دوسری حدیث میں اپنے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کوکذاب دجال قرار دیا ہے اور وہاں بھی خاتم النبیین کی تفسیر لانبی بعدی سے کی ہے۔تیسری میں رسالت اورنبوت کے انقطاع کا ذکر ہے۔چوتھی میں بتایا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آتا تھا میری امت میں نبی نہیں ہوں گے خلیفے ہوں گے۔پانچویں میں بتایا کہ نبوت کا صرف ایک جزو باقی رہ گیا ہے یعنی مبشرات۔چھٹی میں اپنے اسماء کے ذکر میں عاقب بتا کراس کے معنی بھی یہی بتائے کہ عاقب وہ ہے جس کے بعد نبی نہ ہو۔ساتویں میں آخری نبی ہونا اپنی فضیلت کے وجوہ میں سے ایک وجہ بیان کی گئی ہے۔آٹھویں میں بتایا کہ حضرت علیؓ اورآپؐ ایک دوسرے کیلئے ایسے ہیں جیسے ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کیلئے لیکن ہارون نبی بھی تھے حضرت علیؓ نبی نہیں ہوسکتے کیونکہ آپ کے بعد نبوت نہیں۔نویں میں بتایا کہ اگرآپ کے بعد کوئی نبی ہوتے تو حضرت عمرؓ نبی ہوتے۔

اب ان نو حدیثوں میں ختم نبوت کے مضمون کوکمال تک پہنچا دیا ہے۔جب آپؐ قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں تو دوسرے کیلئے جگہ ہی کوئی نہیں دوسرا اگرآپؐ کے بعد دعویٰ کرے تو وہ دجّال کذّاب ہوگا۔رسالت اورنبوت منقطع ہوگئی آپ کے جانشین نبی نہ ہوں گے وہ محض خلیفے کہلائیں گے نبوت کا صرف ایک جزو باقی ہے جو امت کو مل سکتا ہے یعنی مبشرات۔حضرت علیؓ تو

ہارونؑ کے مقام کو پہنچے ہوئے ہیں لیکن ان کے نبی ہونے میں لانبی بعدی مانع ہے حضرت عمرؓ میں کمالات نبوت تو موجود ہیں یہاں تک کہ اگر کوئی نبی آپ کے بعد ہوسکتا تو حضرت عمرؓ ہوتے مگر وہ بھی نبی نہیں۔ یہ نو حدیثیں گویا ایک دوسرے کے مضمون کی علیحدہ علیحدہ الفاظ میں تائید کرتی ہیں۔

اتنے مختلف پیرایوں میں اپنا آخری نبی ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ کوئی شخص آنحضرت کا پیرو کہلا کر اس سے انکار نہیں کرسکتا تو یہ سب احادیث ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی ہونے پر صراحت اور وضاحت کے کمال کو پہنچی ہوئی ہیں۔ اب دیکھیے ہمارے میاں صاحب جو ختم نبوت کے بعد از سر نو دنیا میں نبوت کا اِجرا کرنے آئے ہیں۔ اس صراحت کو کس طرح خُرد برد کرتے ہیں۔

میاں صاحب نے اپنی تائید میں صرف ایک
حدیث پیش کی ہے اور اس کا عنوان یوں قائم

کیا ہے۔

'اس اجماع کے خلاف رسول کریم کی آواز'

کیا تعجب نہیں کہ چالیس حدیثوں میں میاں صاحب کے کان کے پردہ پر رسول کریم کی کوئی آواز نہ پڑی اور اعلیٰ پایہ کی حدیثوں کی طرف ایک لحہ کیلئے بھی توجہ نہ کی اور ایک حدیث کی آواز انہوں نے سن لی یہ رسول کریم کی آواز نہیں یہ اپنے نفس کی آرزو ہے۔ میاں صاحب اُن تنکا دیکھنے والوں میں سے ہیں جن کو شہتیر نظر نہیں آیا کرتا جو ہاتھی کو نگل جاتے مکھی پر گھبراتے ہیں۔ بھلا اگر رسول کریم کی آواز کی میاں صاحب کو کوئی پرواتھی تو اس قدر کھلی آوازوں کی کیا پروا کی جن میں باربار یہ کہا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی صورت میں نبی نہیں ہوسکتا۔

خلاصہ احادیث

یہ بعینہ اس شخص کی مثال ہے جس نے کہا تھا کہ قرآن شریف کے اوامر میں سے مجھے کلوا واشربوا یاد ہے اور نہیوں میں سے لاتقربوا الصلوٰۃ اگر چالیس حدیثوں کی کھلی شہادت کو ایک حدیث رد کرسکتی ہے جس پر بلحاظ مضمون اور بلحاظ رواۃ دونوں طرح جرح ہوئی ہے تو شاید ہمارے میاں صاحب کل کو قرآن شریف کو بھی غیر محفوظ مانیں گے وہاں تو انہیں صحیح مسلم کی حدیث

مل جائے گی کہ فلاں سورت دوسو آیتوں کی ہم لوگ پڑھا کرتے تھے۔اب اس میں سے صرف فلاں ایک آیت یاد رہ گئی ہے اور وفات مسیح کا عقیدہ بھی چھوڑنا پڑے گا کیونکہ ایک آدھ حدیث تو وہاں بھی مل جائے گی۔ میں نہیں سمجھتا میاں صاحب کو یہ تنکوں کا سہارا کب تک بچائے گا۔

میاں صاحب کو چھ سوصفحہ کی حقیقت الوحی میں سے صفحہ ۱۳۸ اور صفحہ ۳۹۱ کے سوا اور کچھ معلوم نہیں اگر ہے تو وہیں اس اصول کو بھی دیکھ لیتے۔اور متشابہات کی یہ علامت ہے کہ ان کے ایسے معنی ماننے سے جو مخالف محکمات کے ہیں فساد لازم آتا ہے اور نیز دوسری آیات سے جو کثرت کے ساتھ ہیں مخالف پڑتی ہے۔خدا تعالیٰ کے کلام میں تناقض ممکن نہیں۔اس لئے جو قلیل ہے بہر حال کثیر کے تابع کرنا پڑتا ہے'' صفحہ ۷۰ او ا۷ اور یہاں تو مریدوں کو خوش کرلیا کہ ہمارے پیر نے ایک حدیث بھی پیش کردی اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے کہ دین کے ساتھ یہ کھیل کیوں کیا ایک شخص کو چالیس حدیثوں میں جو اس کے سامنے پیش کی جا چکی ہیں اور سب کی سب صراحت اپنے اندر رکھتی ہیں۔رسول کریم کی کوئی آواز نہیں آئی مگر اپنے مطلب کی ایک مجروح حدیث اور وہ بھی معنی بگاڑ کر رسول کریمؐ کی آواز اس اجماع کے خلاف بن گئی اور کوئی ایسی حرکت کا ارتکاب کرے تو میاں صاحب اس پر کیا فتویٰ دیں گے۔اپنے آپ کو بھی اسی ترازو سے تولیں۔

اب میں میاں صاحب کی اس شہادت کو لیتا ہوں یہ ابن ماجہ کی حدیث ہے، لو عاش ابراهيم لكان صديقا نبيا پہلا سوال یہ ہے کہ کیا اس سے میاں صاحب کے خاتم النبیین کے معنی حل ہو گئے۔کیا اس حدیث نے بتادیا کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے لوگ نبی بن جایا کریں گے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اس کے پیش کرنے سے کیا حاصل۔انہیں تو اجماع کے خلاف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ آواز پیش کرنی چاہئے جو ان کے معنی کو صحیح ثابت کرے۔دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ یہ روایت کوئی ایسی اعلیٰ پایہ کی نہیں اول تو صرف ابن ماجہ کی روایت ہے اور کسی کتاب میں نہیں۔دوسرے اس کے راویوں میں ابوشیبہ، ابراہیم ہے جسے متروک الحدیث قرار دیا گیا ہے۔ایسی کمزور حدیث کو اس قدر اعلیٰ پایہ کی احادیث کی تردید میں پیش کرنا سخت جرأت ہے تیسری بات قابل غور یہ ہے کہ اس حدیث

میاں صاحب نے چالیس حدیثوں کے مُقابل صرف ایک حدیث پیش کی

سے مراد کیا ہے۔ اتنا تو میاں صاحب کو مسلم ہے کہ یہ فرضی طور پر ہے مگر میاں صاحب ایک قانون اپنے دماغ سے بنا کر سب سے پہلے اسے منوانا چاہتے ہیں۔

''جو بات اپنی ذات میں ناممکن ہو اس کو شرطیہ طور پر بھی نہیں کہہ سکتے۔''

سب سے مشکل میاں صاحب کی تحریر کے جواب میں یہی ہوتی ہے کہ وہ بغیر کسی بات کی پرواہ کئے قانون بناتے چلے جاتے ہیں۔ مریدوں کو کیا جرأت کہ دریافت کریں کہ یہ قانون کہاں لکھا ہوا ہے بفرض محال یا بالفرض تو بیسیوں دفعہ میاں صاحب اور ان کے مریدین نے استعمال کیا ہوگا مگر جب میاں صاحب نے کہہ دیا کہ جو بات نہ ہوئی ہوا سے شرطیہ طور پر بھی نہیں کہہ سکتے تو مریدین بھی دم بخود ہیں۔ مرید کی کیا مجال کہ سوال کرے۔ قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم قران شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے کہہ دے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں تو کیا میاں صاحب کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا بھی ممکن تھا۔ لئن اشرکت لیحبطن عملك اگر تو شرک کرے تو تیرا عمل حبط ہو جائے تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شرک کرنا بھی ممکن تھا۔ ان کان للرحمن ولد اگر رحمٰن کا بیٹا ہو۔ تو کیا خدا ہونا بھی ممکن ہے اور سب سے بڑھ کر لو کان فیھما الھة الا اللّٰہ لفسدتا ۔ اگر (زمین و آسمان) دونوں میں اللہ کے سوا معبود ہوتے تو ان کا نظام بگڑ جاتا تو کیا دو خدا ہونے بھی ممکن ہیں۔ اس حدیث کے الفاظ بالکل اس آیت کے مطابق ہیں جس طرح آیت میں یہ بتایا کہ جس طرح فساد کا ہونا ناممکن ہے دو خداؤں کا ہونا بھی ناممکن ہے۔ اسی طرح حدیث میں بتایا کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا ہونا ناممکن ہے اسی طرح حضرت ابراہیم کا زندہ رہنا ناممکن تھا۔

میاں صاحب اتنا ہی غور کر لیتے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت فرمایا جب ابراہیم فوت ہو چکے تھے اگر ابراہیم کی زندگی میں ایسے لفظ فرماتے تو کہا جا سکتا تھا کہ ''لو'' بمعنی اِنْ یعنی محض شرطیہ ہے لیکن جب حدیث صاف بتاتی ہے کہ ابراہیم کی وفات کے بعد آپ نے یہ فرمایا تو اس سے خود ظاہر ہے کہ اس وقت فرمایا جب یہ ثابت ہو چکا کہ ابراہیم کا زندہ رہنا ناممکن تھا تو پس جب وہی ناممکن ہے تو لکان نبیا خود ناممکن ہوا اور میاں صاحب نے محض اس

حدیث سے اپنا مطلب نکالنے کے لئے لَو شرط کے لئے قرار دیا ہے۔حالانکہ لَو امتناع کیلئے بھی آتا ہے تو کیا معنی وہ لیں گے جس سے یہ حدیث بھی دوسری حدیثوں کے مطابق ہوجائے یا وہ جس سے اعلیٰ پایہ کی حدیثیں ردی کی ٹوکری میں پھینکنی پڑیں۔ چہارم ابن ماجہ نے اس روایت سے پیشتر عبداللہ بن ابی اوفیٰ کا اثر بیان کیا ہے قال مات وھو صغیر و لو قضی ان یکون بعد محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم نبی لعاش ابنہ ولکن لانبی بعدہ (ابراہیم نے) وفات پائی اور وہ چھوٹا تھا اور اگر یہ مقدر ہوتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہو تو آپ کا بیٹا زندہ رہتا لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں جس سے معلوم ہوا کہ ابو شیبہ والی روایت میں الفاظ ٹھیک محفوظ نہیں رہے اور اس دوسری روایت کو بخاری نے بھی لیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ صحیح یہی ہے۔

حدیث لو عاش ابراھیم

میاں صاحب خوب جانتے ہیں کہ احادیث قصص ایسی محفوظ نہیں جیسی وہ احادیث جن کا تعلق عقائد و اعمال سے ہے تو ایک متروک راوی کی حدیث کو لیکر اس پر اس قدر زور دینا اور پھر اس کے معنی بھی بجائے دوسری احادیث کے مطابق کرنے کے ان کے خلاف نکالنا اجتہاد نہیں کہلا سکتا۔ یہ غرض پرستی ہے غلطی تو بلا شبہ ہر شخص سے ہوسکتی ہے اور اس کا استدلال بھی غلط ہوسکتا ہے مگر یہاں عمداً چالیس احادیث کی شہادت کو چھپا کر سب اعلیٰ پایہ کی احادیث کو ایک متروک الحدیث راوی کی حدیث سے رد کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو اجتہادی دیانت داری کے سراسر خلاف ہے، نووی جیسے امام نے اس حدیث کو جسارت کہا ہے اور ابن عبدالبر نے اس کا انکار کیا ہے اور اس کا راوی متروک الحدیث ہے تو اول حدیث ایسی مجروح اور پھر اس کے معنی صاف کرنے کے لئے دوسری روایات موجود ہیں۔ جن میں صراحت ہے کہ اگر یہ مقدر ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہو تو آپ کا بیٹا زندہ رہتا جس سے صاف معلوم ہوا کہ آپ کے بعد نبی نہیں ہوسکتا۔ یہاں نہ صرف ان کے خلاف بلکہ دوسری احادیث صحیحہ کے خلاف جو تواتر کی حد تک پہنچ گئی ہیں میاں صاحب نے اس کے معنی کر کے اپنی مطلب براری کیلئے اخفائے حق سے کام لیا ہے۔

میں نے کہا ہے کہ حدیث مجروح ہے اگر اسے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو معنی صاف ہیں یعنی نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونا مقدر تھا، نہ ابراہیم کا زندہ رہنا۔ اس معنی کی

تائید میں بخاری اور خود ابن ماجہ کا اثر پیش کیا ہے۔ اس کے صحیح ہونے پر قرآن شریف کی آیت لو کان فیھما الھۃ الااللّٰہ لفسدتا پیش کی ہے اور بتایا ہے کہ لَوْ امتناعی ہے۔ پھر اس ایک اکیلی حدیث کے معنی چالیس حدیثوں کے خلاف نہیں کئے جاسکتے بلکہ اس معنی کے جو میاں صاحب کرتے ہیں بالکل خلاف دوسری حدیث پڑی ہوئی ہے لو کان بعدی نبیالکان عمر اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے۔ تو عمرؓ ہوتے تو یہ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے کہ ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر میرے بعد نبی ہوتے تو عمر ہوتے اور دوسری طرف یہ فرمائیں کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا اگر ابراہیم زندہ رہ کر نبی ہوسکتا تھا تو حضرت عمرؓ باوجود زندہ رہنے کے نبی کیوں نہ ہوئے اور اگر یہ کہا جائے کہ نبوت بھی گدی کی طرح خاندانی ورثہ ہوتی تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے متعلق یہ الفاظ کیوں فرمائے۔ پس اگر حضرت ابراہیم کا زندہ رہنا اور نبی ہونا ممکن تھا تو حضرت عمرؓ جو زندہ رہے تو ضرور تھا کہ نبی ہوتے اور اس حدیث لو کان بعدی نبیالکان عمر کو میاں صاحب نے صحیح تسلیم کر کے حسب ذیل جواب بھی دیا تھا۔ جواب شاید یاد نہ رہا ہو۔ (ملاحظہ ہو)

''اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فوراً ہی آپ کی جماعت کو سنبھالنے کیلئے کسی نبی کی ضرورت ہوتی جس طرح حضرت موسیٰ کے بعد تھی تو حضرت عمرؓ ہی آپ کے بعد نبوت کے مقام پر ترقی پاتے لیکن چونکہ آپ ایک ایسی جماعت تیار کر کے رخصت ہونے والے تھے جو اپنی نیکی اور تقویٰ میں حضرت موسیٰ کی جماعت سے کئی درجہ زیادہ تھی اور مکمل تھی اس لئے آپؐ کے بعد فوراً کسی نبی کی بعثت کی ضرورت نہ تھی۔''

تو اب سوال یہ ہے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے تو وہ فوراً بعد نبی ہوتے جس کی بقول میاں صاحب ضرورت نہ تھی یا مسیح موعود کے بعد نبی بنتے کیونکہ تیرہ سو سال تک کسی نبی کی ضرورت پیش نہ آنی تھی اس کا جواب غالباً یہی دیا جائیگا چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

میاں صاحب کا دیدہ دانستہ اخفائے حق

کے فوراً بعد نبی کی ضرورت نہ تھی اس لئے ابراہیم فوت ہو گئے تو پھر یہ ماننے میں کیا مصیبت پیش آتی ہے کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مطلق نبی کی ضرورت نہ تھی اس لئے فوت

ہو گئے اور اگر اس حدیث سے امکان نبوت ہی نکلتا ہے تو وہ فوراً بعد ہونے کا امکان ہے مگر فوراً بعد کوئی نبی نہ ہوا۔ اب یہ فیصلہ میاں صاحب خود کریں گے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوراً بعد نبی کی ضرورت ہی نہ تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں فرمایا۔

یہ تو حدیث کی شہادت ہے میاں صاحب صرف اس ایک مجروح حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے سارے اقوال کو جن کی صحت سے وہ بھی انکار نہیں کر سکتے رد کرنا چاہتے ہیں۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے یا خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونے کے خلاف میاں صاحب کے ہاتھ میں ایک تنکے کے وزن کے برابر بھی شہادت نہیں۔ مگر اس تنکے سے وہ اس پہاڑ کو اڑانا چاہتے ہیں جس پر اجماع امت کی بنیاد ہے اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اس حدیث میں بھی وہ معنی خاتم النبیین کے نہیں کئے گئے جو میاں صاحب کرتے ہیں تو اگر ایک مجروح حدیث میاں صاحب نے بہت سی صحیح احادیث کے خلاف پیش بھی کر دی تو کیا اس سے یہ معلوم ہو گیا کہ میاں صاحب حق بجانب ہیں۔ وہ تو اس وقت حق بجانب ہوں گے جب چالیس نہ سہی چار چار نہ سہی ایک ہی حدیث اور حدیث نہ سہی ایک ہی قول کسی صحابی کا پیش کریں کہ ''خاتم النبیین'' کے معنی ہیں وہ شخص جس کے اتباع سے آئندہ لوگ نبی بن جایا کریں گے مگر وہ یاد رکھیں کہ وہ قیامت تک بھی کتابوں کی ورق گردانی کریں تو بھی ایک کمزور سے کمزور بلکہ موضوع حدیث تک بھی اپنے معنی کی تائید میں پیش نہیں کر سکتے اور جب تک وہ پہلے ایسی حدیث پیش نہیں کرتے اس وقت تک ان کا اعلیٰ پایہ کی ایک دوسرے کی مؤید حدیثوں کی بُعد از قیاس تاویلیں کرنا یا ان کی طرف توجہ تک نہ کرنا دین میں رخنہ اندازی ہے پہلے اپنے ساری نظارتوں کو اس تلاش میں لگائیں کہ ایک حدیث کہیں سے ''خاتم النبیین'' کے ان معنوں کو بیان کرنے والی نکال لاؤ جو انہوں نے ایجاد کئے ہیں[1] اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح احادیث کے مقابلہ پر آئیں ورنہ اپنے ایمان کی فکر کریں کہ اپنی رائے کے اتباع میں وہ رسول خدا کے الفاظ کو کس طرح عمداً پیٹھ کے پیچھے پھینک رہے ہیں۔

اس کے بعد میاں صاحب نے چند اقوال پیش کئے ہیں۔ جنہیں وہ علمائے امت کی شہادت قرار دیتے ہیں یعنی ملا علی قاریؒ، محی الدین ابن عربیؒ، امام عبدالوہاب شعرانیؒ، مجدد الف

ثانیؒ، مرزا مظہر جان جاناںؒ، مولوی محمد قاسم نانوتویؒ اور ان کے علاوہ صحابہ میں سے حضرت عائشہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو اپنے قول کی تائید میں پیش کیا ہے۔ اور بالآخر حضرت مسیح موعود کو یعنی وہ یہ قرار دیتے ہیں کہ یہ بزرگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ مانتے تھے۔ افسوس پھر یہی ہے کہ میاں صاحب نے ان بزعم خود اپنے مؤیدین کی شہادت سے بھی یہ ثابت کرنے کی طرف توجہ نہ کی کہ ان کے نزدیک ''خاتم النبیین'' کے معنی وہ تھے جو میاں صاحب کی ایجاد ہیں یعنی وہ شخص جس کے اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔

اگر ابراہیم زندہ رہتے تو ایک نبی بنتے

اگر بالفرض خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونے سے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے سے ان بزرگوں نے انکار کیا ہو (اور یہ ان سب پر جھوٹ ہے کہ انہوں نے انکار کیا) تو اس سے میاں صاحب کے معنی کی تائید نہیں ہو جاتی۔ وہ تو پھر بھی اسی طرح ثبوت کے محتاج رہیں گے۔ میاں صاحب اپنے معنی خاتم النبیین کی تائید میں اتنی بھی شہادت پیدا نہ کر سکے جتنی عیسائی توریت سے تثلیث اور کفارہ کی تائید میں نکال لیا کرتے ہیں۔ میاں صاحب اپنے آپ کو نہیں تو اپنے مریدین کو ضرور دھوکا دے رہے ہیں۔ سب یہ کہتے ہیں کہ یہ بزرگ خاتم النبیین کے انہی معنوں کے قائل تھے جن معنوں کے قائل میاں صاحب ہیں گویا وہ بھی مانتے تھے کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ پہلے خدا براہ راست نبی بنایا کرتا تھا اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے نبی بنا کریں گے یہ وہ خیال ہے جو آج تک کسی مسلمان کے دماغ میں نہیں سمایا اور تیرہ صدیوں میں ایک بھی شہادت میاں صاحب پیش نہیں کر سکتے جس نے یہ مانا ہو یہ میاں صاحب کی ایجاد صرف الاامانی کی مصداق ہے۔ میں میاں صاحب کی علمائے امت کی شہادت کو انہی کی ترتیب سے لیتا ہوں۔

سب سے پہلے ملا علی قاریؒ کی شہادت کو لیجئے۔ میاں صاحب نے موضوعات کبیر سے اس قدر تو نقل کر دیا ہے لو عاش ابراھیم و صار نبیا و کذا لو صار عمر نبیا لکانا من اتباعہ علیہ السلام کعیسیٰ والخضر و الیاس علیھم السلام فلا یناقض قولہ تعالیٰ خاتم

السنبيين اذالمعنى انه لاياتي نبي بعده ينسخ ملته ولم يكن من امته ۔ یعنی اگر ابراہیم زندہ رہتا اور نبی بن جاتا اور اسی طرح اگر حضرت عمرؓ نبی ہو جاتے تو وہ آپ ﷺ کے اتباع سے ہوتے جیسے حضرت عیسیٰ اور حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہم السلام ۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کے قول خاتم النبیین سے متناقض نہیں کیونکہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں آئیگا جو آپ کے مذہب کو منسوخ کردے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو[1]۔

اب پہلا سوال یہ ہے کہ یہ قول ملا علی قاریؒ کا آیا خاتم النبیین سے مراد نبوت کو بند کرنا قرار دیتا ہے یا نبوت کو جاری کرنا۔ خاتم النبیین کے معنی تو ملا علی قاریؒ نے بھی یہی کئے ہیں لا یاتی نبی بعدہ ینسخ ملتہ یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جو آپ کے مذہب کو منسوخ کردے گا یا نبوت کو اس لفظ سے ختم مانا ہے۔ خواہ وہ ایک خاص معنی سے ہی سہی اور میاں صاحب کے

میاں صاحب کے پیش کردہ اقوال

نزدیک تو تمام اہل لغت کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ وہ ایک خاص معنی کی رو سے نبوت کو ختم مانتے تھے اور

''چونکہ لغت نویسوں کا یہ عقیدہ تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (ایک خاص معنوں کی رو سے) کوئی نبی نہیں آئے گا اس لئے انہوں نے اس عقیدہ کے مطابق خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے کردئے ہیں لیکن یہ معنی ہم پر حجت نہیں۔''

اب جو عقیدہ لغت نویسوں کا تھا وہی ملا علی قاریؒ کا ہے وہ بھی خاتم النبیین کے معنی ایک خاص معنی کی رو سے آخری نبی کرتے ہیں۔ نہ اپنی مہر سے نبی بنانے والا ملا علی قاریؒ بھی خاتم النبیین کے معنی یہی کرتے ہیں کہ آنحضرت کے بعد ایک خاص معنی کی رو سے کوئی نبی نہیں آئے گا اور وہ یہ نہیں کہتے کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ آپ کی اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے اور باوجود اس کے لغت نویسوں کی شہادت ناقابل قبول اور ملا علی قاریؒ کی میاں صاحب کی مؤید!

معلوم نہیں اس بھول بھلیاں میں مریدین کو ڈال کر میاں صاحب کس فائدہ کی توقع رکھتے ہیں آخر ان کی تحریرات پر جو تاریخی فتویٰ ہوگا وہ مریدین کی مدح سرائی نہ ہوگی۔ مگر ملا علی قاریؒ کی بھی پوری شہادت میاں صاحب نے نقل نہیں کی اس فقرہ کے ساتھ ہی جو میاں صاحب نے

۱۔ یہیں پر آگے چل دکھاؤں گا کہ حضرت مسیح موعود کی طرف ان معنوں کو منسوب کرنا آپ پر افتراء ہے۔

نقل کیا ہے ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں:۔ویقوی حدیث لو کان موسیٰ علیہ السلام حیا لما وسعہ الااتباعی "اور اسے اس حدیث سے تقویت ملتی ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری ہی اتباع کرنی پڑتی۔ میاں صاحب نے اس فقرہ کو کیوں نہ نقل کیا؟ کیا یہ ملا علی قاریؒ کی شہادت نہ تھی؟ صرف اس لئے کہ یہ ان کے مذہب کے خلاف تھا اگر لو عاش ابراھیم سے امکان نبوت غیر تشریعی نکلتا ہے حالانکہ اس پر کوئی قرینہ نہیں تو لو کان موسیٰ حیا سے امکان نبوت تشریعی نکلتا ہے کیونکہ جناب میاں صاحب فرماتے ہیں کہ۔

"جو بات اپنی ذات میں ناممکن ہو اس کو شرطیہ طور پر بھی نہیں کہہ سکتے"

ملا علی قاریؒ کی شہادت

تو جب شرطیہ طور پر یہ کہا کہ موسیٰ زندہ ہوتے تو وہ بھی میرے متبع ہوتے تو ایک صاحب شریعت نبی کا آنحضرت کا متبع ہونا بھی ممکن ہوا۔ اِس طرح تو نبوت کا دروازہ کلیتہً کھلا رہا۔ صاحب شریعت نبی بھی آسکتے ہیں۔

لیکن اس سے بھی بڑھ کر جو مغالطہ میاں صاحب نے ملا علی قاریؒ کے قول کے نقل کرنے میں دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان کے ایک قول کو نقل کر دیا ہے۔ دوسرے کو نہیں کیا۔ جہاں ملا علی قاریؒ نے یہ لکھا ہے۔ وہیں اوپر لکھا ہے لو عاش وبلغ اربعین وصار نبیالزم ان لایکون نبیا خاتم النبیین "یعنی اگر (ابراہیم) زندہ رہتے اور چالیس سال کو پہنچتے اور نبی ہو جاتے تو لازم آتا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں۔ اس سے بھی معلو ہوا کہ ملا علی قاریؒ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہی کرتے ہیں لیکن غور طلب یہ ہے کہ یہ دو قول ایک ہی جگہ موجود ہیں ایک کا جو لکھنے والے کے اصل منشا پر روشنی ڈالتا ہے۔ میاں صاحب ذکر تک نہیں کرتے اور ساری عبارت میں سے ایک ٹکڑا کاٹ کر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہے کہ ملا علی قاریؒ اس بات کے قائل نہیں تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ ملا علی قاری کا جو مذہب ہو وہ نہ مجھ پر حجت ہے نہ میاں صاحب پر لیکن جس طرح وہ لکھا ہوا ہے وہ ایک امانت ہے۔ جب ہم اسے لوگو کو بتانا چاہیں تو امانت کی ادائیگی یہ چاہتی ہے کہ اس کے پورے خیالات سے لوگوں کو آگاہ کر دیں نہ یہ کہ اپنے مطلب کی بات لے کر پیش کر دیں اور جو اپنے خلاف ہو اس کو چھپالیا۔ یہ روپے سے

ا۔ میں آگے چل کر دکھاؤں گا کہ ایسے نبی سے مراد خود حضرت مسیح موعود نے بھی محدّث لیا ہے۔

زیادہ بیش قیمت چیزیں ہیں۔ مسلمان کہلا کر، ایک جماعت کا پیر کہلا کر یہ مناسب نہیں کہ اس امانت میں خیانت کریں۔

دوسری شہادت محی الدین ابن عربیؒ کی میاں صاحب نے پیش کی ہے۔ اور یہاں بھی وہ ادائیگی امانت کا طریق انہوں نے اختیار نہیں کیا۔ جس کی اس پوزیشن کے آدمی سے پبلک توقع رکھتی ہے۔ بے شک شیخ اکبرؒ نے یہ لکھا ہے کہ جو نبوت منقطع ہوئی ہے وہ نبوت تشریعی ہے اور لا نبی بعدی کے معنی بھی اسی کے مطابق کئے ہیں۔ لیکن ان کی مراد نبوت تشریعی سے کیا ہے اس کیلئے بھی ان کی اپنی تحریر پیش کرنی چاہئے تھی۔ حالانکہ شیخ اکبرؒ نے اس مسئلہ کو پورے بسط کے ساتھ لکھا ہے مگر میاں صاحب نے ان کی عبارت کو ایسے رنگ میں نقل کیا ہے کہ ان کا صحیح مسلک اس مسئلہ میں معلوم نہ ہو سکے شیخ اکبرؒ لکھتے ہیں **اول** مابدئ به رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم من الوحى الرؤيا فكان لايرى رؤياالاخرجت مثل فلق الصبح وهى التى ابقى اللّٰه على المسلمين وهى من اجزاء النبوة فماارتفعت النبوة بالكلية ولهذاقلناانماارتفعت نبوة التشريع فهذامعنى لانبى بعده" یعنی وحی جو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آئی تو وہ رؤیا تھی۔ پس آپ کوئی رؤیا نہ دیکھتے تھے مگر وہ صبح کی روشنی کی طرح سچی ہوتی تھی اور یہی ہے جسے اللہ نے مسلمانوں کے لئے باقی رکھا ہے اور یہ اجزائے نبوت میں سے ہے۔ اس لئے نبوت بکلی نہیں اٹھائی گئی۔

اور اسی لئے ہم نے لکھا ہے کہ نبوت تشریعی[1] اٹھائی گئی اور یہی معنی لانبی بعده کے ہیں اب کس صفائی سے یہاں شیخ اکبرؒ نے اجماعی مذہب کو اپنا مذہب قرار دیا ہے جو چیز باقی رہ گئی ہے وہ رؤیا ہے اور وہ اجزائے نبوت میں سے ایک جزو ہے اور پھر آگے لکھا ہے ''اسم النبى زال بعدرسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم " آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا نام زائل ہو گیا یعنی کوئی شخص نبی نہیں کہلا سکتا اور پھر ایک اور مقام پر لکھتے ہیں'' ومع هذالايطلق اسم النبوة ولاالنبى الاعلى المشرع خاصة'' یعنی نبوت اور نبی کے نام کا اطلاق سوائے مشرع یعنی تشریعی نبی کے نہیں ہوتا۔

پس اصطلاح شریعت میں وہ ایسے لوگوں کواولیاء اللہ ہی کہتے ہیں اور نبی کا نام ان پر جائز نہیں سمجھتے ہیں اور اولیا اللہ کووحی کا ہونا۔اس سے کس کوانکار ہے اور پھر شیخ اکبرؒ اس سے بھی زیادہ صفائی سے لکھتے ہیں"وھذا کلہ موجود فی رجال اللّٰہ من الاولیاء والذی اختص بہ النبی من ھذادون الولی الوحی بالتشریع ولایشرع الاالنبی ولایشرع الا الرسول " یعنی یہ سب کچھ (وحی کا آنا) اللہ کے ان بندوں میں پایا جاتا ہے جواولیاء میں سے ہیں اور وہ چیز جس سے نبی کو خاص کیا جاتا ہے اور ولی سے ممتاز کیا جاتا ہے۔وہ وحی تشریعی ہے۔پس سوائے نبی کے کوئی شارع نہیں ہوسکتا اور سوائے رسول کے کوئی شارع نہیں ہوسکتا،یہاں کس صفائی سے شیخ اکبرؒ شارع اور نبی کو ایک قرار دیتے ہیں۔اور تشریعی نبوت کے مقابل پر ولایت کا ذکر کرتے ہیں لیکن میاں صاحب نے محض مطلب براری کیلئے ان کے اقوال میں سے ایک ٹکڑا نقل کر دیا اور جن اقوال سے وہ قول ان کا صاف ہوتا تھا اور ان کے اصل مذہب پر روشنی پڑتی تھی اسے ہضم کر گئے۔ کیا یہ اجتہاد کا طریق ہے یا پیری کا؟

محی الدین ابن عربی کی شہادت

ایسے آدمی جب اس قسم کی ناجائز کاروائیاں کر کے خلق خدا کو غلطی میں ڈالیں تو مسلمانوں کی حالت پر سوائے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون کے اور کیا کہا جائے۔میاں صاحب نے اپنی ان کارروائیوں سے اپنے مقدس والد کے نام پر بٹہ لگایا ہے اس کا اثر ایک زمانہ گذرنے کے بعد ہی دور ہوسکے گا۔شیخ اکبرؒ کے اس قسم کے اقوال اس کثرت سے ہیں کہ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اتفاقاً میاں صاحب کی نظر سے مخفی رہ گئے۔جس شخص کی ایک بھی نظر فتوحات مکیہ پر پڑی ہوگی وہ صاف کہے گا کہ میاں صاحب نے شیخ اکبرؒ کے مذہب کے متعلق محض دھوکہ دینا چاہا ہے۔ہاں اگر میاں صاحب نے کبھی فتوحات مکیہ پڑھی ہی نہیں اور مریدوں کی سنی سنائی باتوں پر ایک قول شیخ اکبرؒ کا لیکر نقل کر دیا ہے تو گو وہ اس الزام سے بری ہوں گے لیکن پھر میں پوچھتا ہوں کہ کیا اتنے بڑے اجماعی مسئلہ سے انکار کے لئے اس قسم کی سنی سنائی باتوں پر اعتماد کر لینا میاں صاحب کو پبلک کے نزدیک ادنیٰ عزت کا مستحق بھی چھوڑتا ہے۔اسی موقع پر شیخ اکبرؒ لکھتے ہیں:۔

”فھم ورثة الانبیاء لاشتراکھم فی الخبر وانفراد الانبیاء بالتشریع قال تعالیٰ یلقی الروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ فجاء بمن وھی نکرة لینذریوم التلاق فجاء بمالیس بشرع ولاحکم بل بانذارفقدیکون الولی بشیراً ونذیراًو لاکن لایکون مشرعا“۔

تشریعی نبوت سے مراد

اوروہ (یعنی ولی) نبیوں کے وارث ہیں کیونکہ وہ خبر میں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کلام یا الہام پانے میں ان کے شریک ہیں اور انبیاء تشریع میں منفرد ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنا کلام اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے ڈالتا ہے۔ پس یہاں مَن کو استعمال کیا ہے جونکرہ ہے تاکہ وہ ملاقات کے دن سے ڈرائے۔ پس وہ ایسی چیز لاتا ہے جوشرع نہیں اور نہ حکم ہے کیونکہ ولی بشیر اور نذیر ہوتا ہے لیکن مشرع نہیں ہوتا۔

یہ صراحتیں میاں صاحب کی نظر سے اگرمخفی رہیں تو کیوں رہیں؟ اس کا جواب سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یا تو عمداً انہوں نے ان کا اخفا کیا ہے کہ کون اس قدر پرتال کرے گا کہ شیخ اکبرؒ نے کیا لکھا ہے اور اگر جواب لکھا بھی جائے تو مرید تو بہرحال کوئی نہیں پڑھے گا اس کی تسلی ہو جائے گی کہ ہمارا پیر وہی لکھتا ہے جو شیخ اکبرؒ نے بھی لکھا ہے اور یا حسب عادت بلاتحقیق جو بات کسی مرید نے کہی وہ لکھدی اور اس پر ایک نیا مذہب بنا کھڑا کیا۔ دیکھئے شیخ اکبرؒ نے بلاشبہ اسی ولایت کو نبوت عامہ لکھدیا ہے مگر انہوں نے صاف لکھ دیا ہے کہ نبی کا نام ہم ان لوگوں پر نہیں بول سکتے اور پھر اس نبوت عامہ یا نبوت لغوی کو وہ ساری امت میں مانتے ہیں بلکہ اسی ذیل میں ایک جگہ یہ حدیث لاتے ہیں کہ ” من حفظ القران فقدادرجت النبوة بین جنبیه “ جس نے قرآن کو محفوظ کیا۔ نبوت اس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان داخل کردی گئی اور ایک جگہ لکھتے ہیں

”وھذاالنبوة ساریة فی الحیوان مثل قوله واوحی ربك الی النحل “

یعنی یہ نبوت حیوانوں میں بھی پائی جاتی ہے اور ایک جگہ لکھتے ہیں کہ یہ نبوت آخرت میں بھی موجود ہوگی ”وکذالك تنقطع فی الاخرة بعد دخول الجنة والنارنبوة التشریع

۱۔ یہی معنی نبوت تشریعی کے حضرت مسیح موعود نے لئے ہیں جیسا کہ فرماتے ہیں ”صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدَّث ہیں (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰) گویا نبوت تشریعی کے علاوہ جو چیز ہے اس کا نام ہی محدَّثیت ہے جس میں سوائے مبشرات کے کچھ نہیں ہوتا۔

لاالنبوۃ العامۃ ‘‘تو کس قدر واضح بات ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کے معنی میں اس نبوت کو لیتے ہیں۔ یعنی لفظ کے لغوی معنی میں جیسا کہ حدیث میں بھی ہے ’’رجال یکلمون من غیران یکونوا انبیاء ‘‘ مگر میاں صاحب نے شیخ اکبرؒ کے ایک فقرہ کو توڑ مروڑ کرا تنا بڑا ظلم اس بزرگ پر کیا ہے العیاذباللہ۔

تیسری شہادت میاں صاحب نے امام شعرانیؒ کی پیش کی ہے۔ افسوس ہے کہ میاں صاحب کے اس حوالہ میں بھی اسی طرح کاٹ چھانٹ کر مطلب براری کی گئی ہے۔ میاں صاحب نے اتنا تو لکھدیا ’’فان مطلق النبوۃ لم یرتفع وانماارتفع نبوۃ التشریع ‘‘یعنی مطلق نبوت نہیں اٹھائی گئی اور نبوت تشریعی اٹھائی گئی ہے اور آگے پیچھے سے کھا گئے۔

ولذاکان یوؤل بہ رؤیاہ وھذاھومابقاہ اللّٰہ تعالیٰ علی الامۃ من اجزاء النبوۃ فان مطلق النبوۃ لم یرتفع وانماارتفع نبوۃ التشریع فقط کما یؤیدہ حدیث من حفظ القران فقد ادرجت النبوۃ بین جنبیہ[1] ‘‘اور اسی لئے اس کے ساتھ آپ کے رؤیا کی تاویل کی جاتی ہے اور یہ (یعنی رؤیا) وہ چیز ہے جو اجزائے نبوت میں سے اللہ تعالیٰ نے امت پر باقی رکھی ہے کیونکہ مطلق نبوت نہیں اٹھائی گئی۔ بلکہ نبوت تشریعی اٹھائی گئی ہے جیسا کہ اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے کہ جو شخص قرآن کی (یعنی اس کے احکام کی) حفاظت کرتا ہے نبوت اس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان داخل کی جاتی ہے میں میاں صاحب کی اس قطع وبرید کی نسبت کیا کہوں اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے کہ اپنے آپ کو بھی اور اپنے مریدوں کو بھی دھوکہ سے باہر نکالیں۔ کس قدر صاف بات کو آگے پیچھے سے کاٹ کر ختم نبوت کے خلاف دلیل بنائی ہے۔ بھلا اس بات کا کون مسلمان قائل نہیں کہ اجزائے نبوت میں سے ایک جزو جو رؤیا صالحہ ہے وہ باقی ہے۔ لم یبق من النبوۃ الاالمبشرات ‘‘ حدیث متفق علیہ ہے اور سب مسلمانوں کا اس پر ایمان ہے اور انہی مبشرات میں الہامات اولیاء اللہ بھی داخل ہیں جنہیں حدیث میں رؤیائے صالحہ کہا گیا ہے۔ اس لئے کہ بمقابلہ روشنی وحی نبوت کے الہام اور رؤیا سب کلام من وراء حجاب میں داخل ہیں۔

ہاں یہ میاں صاحب کا حصہ ہی تھا کہ مبشرات کو عین نبوت قرار دے[1] کر ہمیشہ کے لئے اپنی فضیلت علمی کا ثبوت دیدیا کہ گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں ’’لم یبق من النبوۃ الا النبوۃ ‘‘نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا مگر عین نبوت۔ کیا ایسا مہمل کلام سرچشمۂ نبوت سے نکل سکتا

ہے نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا مگر اس کا ایک جزو یعنی مبشرات یہ تو وہ بات ہے جو سارے مسلمان کہتے رہے مگر اس حدیث کے معنی میں اس ایجاد کا سہرا میاں صاحب کے سر پر ہی بندھا کہ نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا مگر عین نبوت تو جس چیز کو امام شعرانی نبوت تشریعی کہتے ہیں وہ وہی ہے جسے شیخ اکبرؒ نے کہا اور فی الحقیقت انہی کے کلام کی تفسیر ہے اور جسے وہ نبوت مطلقہ یا عامہ کہتے ہیں وہ ولایت یا اللہ تعالیٰ سے محض ہمکلامی ہے پھر اسی المواقیت والجواہر میں اور بہتیرے مقامات پر یہ تصریحات موجود ہیں "لکن بقی للاولیاء وحی الا الھام الذی لاتشریع فیه" لیکن اولیاء کیلئے وحی الہام باقی ہے جس میں تشریع کوئی نہیں تو معلوم ہوا کہ تشریعی نبوت سے اتر کر جو چیز ہے وہ ولایت ہے نہ کچھ اور۔ اور ایک جگہ شیخ اکبر کے قول کو نقل کرتے ہوئے لکھا ہے "اعلم انه لاذوق لنا فی مقام النبوة لنتکلم علیه وانما نتکلم علی ذلك بقدر مااعطینا من مقام الارث فقط فانه لایضح منا دخول مقام النبوة" یعنی ہمارے لئے مقام نبوت میں کوئی ذوق نہیں کہ ہم اس پر کلام کر سکیں۔ اور ہم اس پر جو گفتگو کرتے ہیں تو وہ اسی اندازہ سے ہے جو ہمیں مقام وراثت سے دیا گیا کیونکہ ہم (یعنی امت محمدیہ) میں سے کسی کا مقام نبوت میں داخل ہونا صحیح نہیں۔ میاں صاحب نے مقام وراثت کو بھی نہیں سمجھا جیسا کہ ان کے اگلے حوالہ سے ظاہر ہے۔

امام شعرانی کی شہادت

چوتھی شہادت حضرت مجدد الف ثانیؒ کی پیش کی گئی ہے "پس حصول کمالات نبوت برتابعاں رابطریق تبعیت ووراثت بعد از بعثت خاتم الرسل منافی خاتمیت اونیست" یعنی کمالات نبوت کا حصول پیروؤں کے لئے پیروی اور وراثت کے طریق پر خاتم الرسل کی بعثت کے بعد اس کے خاتم ہونے کے منافی نہیں میاں صاحب کا اس حوالہ کو اپنی تائید میں پیش کرنا یا کمال درجہ کی سادگی ہے اور یا اسی قدر بڑی دیدہ دلیری۔ حضرت مجدد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ پیروؤں کا کمالات نبوت حاصل کرنا آنحضرت کے آخری نبی ہونے کے منافی نہیں اور جناب میاں صاحب اِس کے معنی یوں کرتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نزدیک آنحضرت ﷺ آخری نبی نہیں۔ اس فہم رسا کے بھی قربان جائیے۔ جو شخص یہ کہے کہ حصول کمالات نبوت ختم

۱۔ المواقیت والجواہر

نبوت کے منافی نہیں تو کیا وہ صاف یہ نہیں کہہ رہا کہ خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہے آخری نبی ہونے کے یہ امر منافی نہیں کہ کوئی شخص بطور وراثت کمالات نبوت کو حاصل کرے کون امت میں سے اس بات کا منکر ہے؟

شاید ہمارے میاں صاحب کل کو خدا بھی بنانے لگ جائیں گے یا خود بن بیٹھیں گے۔ اس لئے کہ تخلقوا باخلاق اللّٰہ کا حکم ہے تو جب ایک شخص نے اخلاق اللہ کو اپنے اندر لے لیا تو میاں صاحب کے نزدیک وہ خدا بن گیا جس طرح کمالات نبوت سے نبی بن گیا۔ میاں صاحب نے مجاز اور استعارہ کے کلام کو حقیقت پر محمول کر کے وہی غلطی کھائی ہے جو عیسائیوں نے مسیح کو خدا کا بیٹا بنانے میں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان کو یہ علم نہیں کہ وراثت اور تبعیت کیا چیز ہے اور میاں صاحب کو یہ بھی علم ہے کہ حضرت مجدد صاحب ان کمالات کے اپنے اندر پائے جانے کے بھی قائل تھے مگر وہ اپنے آپ کو نبی نہ کہتے تھے۔

میاں صاحب کو خوب علم ہے کہ ان اعلیٰ درجہ کے انسانوں کا نام اصطلاح شریعت میں مجدد صاحب کے نزدیک محدَّث ہے نہ کہ نبی پھر، یہ عمداً دھوکہ دینا نہیں تو اور کیا ہے۔ مجدد صاحب کا یہ حوالہ خود حضرت مسیح موعود نے دو مرتبہ نقل کیا ہے اور میاں صاحب نے یہ ضرور پڑھا ہے پھر بار ہا ہم نے اسے پیش کیا ہے مگر اپنا مطلب نکالنے کیلئے میاں صاحب کا اصول میٹھا میٹھا ہڑپ ہے۔ دیکھئے مجدد صاحب کی اس عبارت کو حضرت صاحب نے نقل کیا ہے "اعلم ایھا الصدیق ان کلامه سبحانه مع البشر قدیکون شفاھاو ذلك الافرادمن الانبیاء وقدیکون ذلك لبعض المکمل من متابعیھم واذاکثرھذاالقسم من الکلام مع واحدمنھم سمی محدثا وھذاغیرالالھام وغیر الالقاء فی الروع وغیر الکلام الذی مع الملك انما یخاطب بھذا الکلام الانسان الکامل واللّٰه یختص برحمته من یشاء" اے دوست تمہیں معلوم ہو کہ اللہ جل شانہ کا بشر کیساتھ کلام کرنا کبھی رو برو اور ہمکلامی کے رنگ میں ہوتا ہے اور ایسے افراد جو خدا تعالیٰ کے ہم کلام ہوتے ہیں وہ خواص انبیاء میں سے ہیں اور کبھی یہ ہمکلامی کا

ا۔ دیکھو حقیقۃ النبوت ص ۱۰۹ مبشرات کا ذکر کر کے لکھا ہے "جس بات کو اللہ تعالیٰ عین نبوت قرار دے"

مجد دالف ثانیؒ کی شہادت

مرتبہ بعض ایسے مکمل لوگوں کوملتا ہے کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں اور جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے اس کومحدّ ث بولتے ہیں اور یہ مکالمہ الٰہی از قسم الہام نہیں بلکہ غیر الہام ہے اور یہ القاء فی الروع بھی نہیں ہے اور نہ اس قسم کا کلام ہے جوفرشتہ کیساتھ ہوتا ہے اس کلام سے وہ شخص مخاطب کیا جاتا ہے جوانسان کامل ہواور خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کیساتھ خاص کر لیتا ہے۔

اگر ترجمہ میں کچھ تصرف معلوم ہوتو ازالہ اوہام ص ۹۱۵ دیکھ کر اطمینان کرلیں اور خدا کے لئے غور کریں کہ جس بزرگ کی ایک عبارت کا آپ یہ نتیجہ نکال کر پیش کرتے ہیں کہ وہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبیوں کے آنے کا قائل ہے اس کی دوسری عبارت کا آپ کیوں اخفا کرتے ہیں جہاں وہ صاف خود لکھتا ہے کہ ایسے کامل لوگ نبی نہیں ہوتے بلکہ محدّ ث کہلاتے ہیں۔میاں صاحب آپ کی اس جمعداری پر افسوس ہے جس نے یہاں تک آپ کی نوبت پہنچائی ہے کہ آپ ”ولاتلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق وانتم تعلمون“ کوبھی نظر انداز کرتے چلے جاتے ہیں۔جو پردہ حق پر ڈال کر آپ اپنی مطلب براری کرنا چاہتے ہیں خدا کے لئے غور کریں کہ وہ کب تک پڑا رہے گا۔کیوں اپنے ہاتھ سے اپنے مریدین کو اس غلطی سے باہر نہیں نکالتے۔وہ نہ سمجھتے ہوں مگر آپ خوب سمجھتے ہیں میں دیکھتا ہوں کہ آپ کے طریق عمل میں دین خدا سے استہزا تک نوبت پہنچتی جاتی ہے۔

پانچویں شہادت مرزا مظہر جان جاناں کی ہے جن کے الفاظ تقریباً وہی ہیں جو حضرت مجدد صاحب کے ہیں ”ہیچ کمال غیر از نبوت بالا صالت ختم نگردیدہ“ نبوت بالاصالت کے سوا کوئی کمال ختم نہیں ہوا۔اب یہ میاں صاحب کی خوش فہمی ہے کہ وہ نبوت ظلی کو بھی جو نبوت بالاصالتہ کے مقابل پر ہے نبوت ہی سمجھتے ہیں اور ظلی نبوت کو نبوت قرار دینا ایسا ہی ہے جیسا ظل اللہ کو اللہ قرار دینا نہ خدا کا ظل خدا ہے نہ نبی کا ظل نبی۔پس جو شخص نبوت بالاصالت کوختم مانتا ہے وہ نبوت کوختم مانتا ہے کیونکہ

کمالاتِ نبوت کوبطور وراثت لینے والا محدّ ث ہے

ظلی اصل نبوت نہیں اگر ایک ہزار شیشوں میں آفتاب کا عکس پڑے تو اصل آفتاب پھر بھی ایک ہی

ہے۔واقعی ہزار آفتاب نہیں بن گئے۔

چھٹی شہادت مولوی محمد قاسم نانوتویؒ کی ہے جنہوں نے ایک فرضی بحث اس بات پر کی ہے کہ دیگر زمینوں میں اور نبی بھی ہمارے نبی کی طرح آسکتے ہیں اور وہیں یہ لفظ آتے ہیں۔

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں''

الفاظ بالفرض سے کسی شخص کا عقیدہ ظاہر نہیں ہوتا اور پھر یہاں تو تشریعی اور غیر تشریعی کی بھی تفریق نہیں اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع ہونے کا ذکر ہے۔ نانوتویؒ کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ ''خاتم النبیین'' میں کمالات نبوی کی طرف بھی اشارہ ہے اور صرف تاخر زمانی مراد نہیں جیسا کہ وہ شروع میں ہی لکھتے ہیں۔

''اگر سدِ باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقع تھے بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سدِ باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے۔''

یہاں صفائی سے بتادیا کہ وہ سدِ باب نبوت کے قائل ہیں لیکن اس کی بنیاد تاخر زمانی پر نہیں بلکہ کسی اور چیز پر ہے اور ختم نبوت کے منکر کو صفحہ نمبر ۱۰ پر کافر بھی لکھا ہے:۔

ادھر تصریحات نبوی ''مثل انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الاانه لانبی بعدی او کما قال'' جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہوگیا جیسا اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔''

اور آگے لکھا ہے:۔

''اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی۔''

ایسے شخص کے متعلق یہ کہنا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا قائل نہیں پرلے درجے کی حق پوشی ہے، باقی جو خیالات انہوں نے بربنائے فرض ظاہر کئے ہیں۔ان سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ مانتے تھے۔

مرزا مظہر جان جاناں کی شہادت اور ظلی نبوت کا مفہوم حضرت مسیح موعودؑ کی جو شہادت پیش

کی ہے۔ اسے میں بعد میں لیتا ہوں مذکورہ بالا حوالہ جات کے علاوہ میاں صاحب نے ایک قول جو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف منسوب کیا ہے" قولوا انہ خاتم الانبیاء و لا تقولوا لانبی بعدہ" یہ قول واقعی حضرت عائشہؓ کا ہے۔ اِس کی کوئی قطعی سند نہیں ہے اور چالیس حدیثوں کے مقابلہ میں اسکی کیا وقعت ہے۔ سوائے اس کے کہ اس کی تاویل کر کے ان احادیث کے ماتحت کیا جائے لیکن میاں صاحب کی منطق ہمیشہ الٹی چلتی ہے وہ اس قول کی خاطر ساری حدیثوں کی تاویل شروع کر دیتے ہیں اور سب سے پہلے تو فرماتے ہیں:۔

مولوی محمد قاسم نانوتویؒ کی شہادت

"یقیناً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان الفاظ کے معنی آخری نبی کے سوا کچھ اور سمجھتی تھیں" مگر یہ نہ بتایا کہ وہ کیا معنی سمجھتی تھیں گویا میاں صاحب کے نزدیک حضرت عائشہؓ بھی خاتم النبیین کے یہی معنی سمجھتی تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے نبی بنا کریں گے۔ مگر چونکہ غالباً ابھی میاں صاحب کو پہیلیاں اچھی لگتی ہیں اس لئے یہ نہیں بتایا کہ وہ اور معنی کیا تھے جو حضرت عائشہ صدیقہؓ سمجھتی تھیں۔ کیوں نہیں بتایا اس لئے کہ وہ معنی بھی آخری نبی کے ہی ہوں گے۔ مریدوں کو یوں تاریکی میں چھوڑ دینا بہتر ہے تا کہ ان کا قیاس یہی ہو کہ جو معنی میاں صاحب کرتے ہیں وہی معنی حضرت عائشہؓ کرتی ہوں گی لیکن اس کے بعد جو کچھ میاں صاحب نے لکھ مارا ہے اس میں تو کمال ہی کر دیا ہے:۔

"حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اس قول سے کہ "لانبی بعدہ" مت کہو ایک اور نتیجہ بھی نکلتا ہے اور وہ یہ ہے کہ "لانبی بعدہ" کے فقرہ کے بھی دو معنی ہیں کیونکہ یہ فقرہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے........حضرت عائشہؓ کا اس کے استعمال سے منع کرنا اور لوگوں کا ان کے اس منع کرنے پر اعتراض نہ کرنا بتاتا ہے کہ حضرت عائشہؓ اس جملہ کے دو معنی خیال کرتی تھیں۔ ایک خاتم النبیین کے مطابق اور ایک مخالف چونکہ لوگوں کو اس فقرہ سے دھوکہ لگ رہا تھا اس لئے انہوں نے مصلحتاً اس فقرہ کے استعمال سے روک دیا۔"

خاتم النبیین کے صرف ایک ہی معنی تھے اور لانبی بعدہ کے دو معنی یہ کتنا بڑا معمہ ہے۔ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی تو بقول میاں صاحب حضرت عائشہؓ سمجھتی نہ تھیں لازماً وہ معنی یہی

ہوں گے جومیاں صاحب کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے یعنی پہلے اللہ تعالیٰ نبی براہ راست بنایا کرتا تھا۔اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی مہر لگ کر نبی بنا کریں گے جو شخص اتباع کامل کرے گا وہ نبی بن جائے گا مگر تعجب یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کی ہزار ہا حدیثوں میں یہ معنی کہیں نہیں پائے جاتے نہ صاحب مجمع البحار کو ہی یہ معنی معلوم تھے۔جنہوں نے حضرت عائشہؓ کے اس بے سند قول کو ہم تک پہنچایا نہ صحابہ میں سے کسی اور کو معلوم ہوئے اور نہ (نعوذ باللہ) خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معنی معلوم تھے ورنہ آپ نے

حضرت عائشہؓ کا قول

جو اس قدر احادیث میں الفاظ خاتم النبیین کی تشریح فرمائی تو کہیں یہ بھی فرما دیتے کہ اصل معنی ان الفاظ کے یہ ہیں تو جو معنی ان الفاظ کے نہ تھے ان پر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اتنا زور دیتے رہے اور جو معنی تھے وہ ایک دفعہ بھی بیان نہ کئے اور پھر حضرت عائشہؓ لانبی بعدہ کے دو معنی سمجھتی تھیں یعنی ایک یہ معنی کہ آپ کے بعد نبی نہ ہوں گے اور ایک یہ کہ آپ کے بعد نبی ہوں گے اور آپ نے پہلے معنی کو غلط قرار دیا۔آیا ان باتوں میں کوئی حقیقت بھی ہے۔یا یہ سب میاں صاحب کی جولانی طبع کا نتیجہ ہی ہے۔ اس قول میں ان سب باتوں میں سے ایک کا بھی نام ونشان نہیں لیکن اگر فرض بھی کر لیں کہ خاتم النبیین کے ایک ہی معنی ہو سکتے تھے اور لا نبی بعدہ کے[1] تو دو سیدھا قیاس تو یہ ہے کہ خاتم النبیین کے ایک معنی وہی ہیں جو بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے یعنی یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔میرے بعد دعویٰ نبوت کرنے والا کذّاب دجّال ہوگا۔میں قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں۔میرے بعد نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا۔مگر مبشرات۔نبوت منقطع ہوگئی۔میرے بعد نبی ہوتے تو عمر ہوتے۔حضرت موسیٰؑ کے بعد نبی ہوتے تھے میرے بعد نبی نہ ہوں گے۔میرا نام عاقب ہے یعنی سب نبیوں کے آخر میں آنے والا۔تو یہی ایک معنی خاتم النبیین کے حضرت عائشہ بھی سمجھتی ہوں گی اور چونکہ میاں صاحب کی رائے میں ''لا نبی بعدہ'' کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔دوسرے یہ کہ میرے بعد نبی بھی ہوں گے مگر صاحب شریعت نہ ہوں گے تو حضرت عائشہؓ نے ''لا نبی بعدہ'' کہنے سے اس لئے روک دیا تاکہ ان دوسرے معنوں کو لوگ صحیح نہ سمجھ لیں یعنی ان لفظوں سے یہ قیاس نہ کر لیں کہ آپ کے بعد نبی بھی آ سکتا ہے

یا تو میاں صاحب کا فرض ہے کہ وہ دکھائیں کہ خاتم النبیین کے وہ ایک معنی جو نبوت کو جاری رکھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو معلوم تھے۔ ورنہ جو معنی آنحضرت اور کثیر صحابہ سے مروی ہیں وہی حضرت عائشہؓ نے بھی مراد لئے اور میاں صاحب جیسا کوئی ذہین شخص جو لا "نبی بعدہ" کے یہ معنی بھی کرتا ہوگا کہ آپ کے بعد نبی آتے رہیں گے۔ اسے روک دیا کہ تم یہ لفظ مت بولو جس سے تمہیں ٹھوکر لگتی ہے۔

خاتم النبیین اور لانبی بعدہ کے معنی

بہر حال میاں صاحب کی اس تحریر نے یہ فیصلہ کر دیا کہ الفاظ خاتم النبیین کے ایک ہی معنی صحابہ سمجھتے تھے۔ اب یہ ان کا فرض ہے کہ صحابہؓ سے وہ معنی ثابت کریں جو وہ کرتے ہیں۔ نہیں تو یہی قول عائشہؓ ان پر ان کی اپنی دلیل کی رو سے حجت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے "لا نبی بعدہ" کہنے سے اس لئے روکا کہ اس کے معنی اجرائے نبوت بھی ہو سکتے تھے اور اس کی تائید میں دوسری حدیث صحیح موجود ہے جس کی راوی خود حضرت عائشہؓ ہیں "عن عائشہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لا یبقیٰ بعدی من النبوۃ شئی الاالمبشرات" یعنی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت سے کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے مبشرات کے۔ اب اگر ہم میاں صاحب کی طرح یہ کہہ لیں کہ مبشرات عین نبوت ہیں، اور آنحضرت نے گویا یوں فرمایا تھا کہ نبوت میں سے میرے بعد کچھ باقی نہیں رہا مگر عین نبوت تو پھر نبی چھوڑ کسی کو خدا بنانے میں بھی ہماری راہ میں کوئی مشکل نہیں لیکن اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کی ہمارے دل میں عزت ہے تو پھر بات صاف ہے کہ نبوت کا باقی رہنا حضرت عائشہؓ نہ مانتی تھیں بلکہ اس کے ایک جزو کا باقی رہنا مانتی تھیں اور حدیث "لم یبق من النبوۃ" کی ایک اور روایت یوں ہے " ذھبت النبوۃ و بقیت المبشرات" نبوت چلی گئی اور مبشرات باقی رہ گئیں۔ تو میاں صاحب کے نزدیک یوں ہوا "ذھبت النبوۃ و بقیت النبوۃ" نبوت چلی گئی اور نبوت باقی رہ گئی۔ ان معانی کو سن کر سب لغت

۱۔ ایک معنی والے فقرہ کی دو معنی والے فقرہ سے تفسیر کرنا مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کی ایجاد ہے جو اللہ والرسول کے معنی یوں کرتے ہیں کہ لفظ رسول جس کے معنی پیغمبر بھی ہیں اور پیغام بھی لفظ اللہ کی تفسیر ہے۔ میاں صاحب نے بھی آخر یہی راہ مخلصی کی نکالی ہے۔

نویسوں کی روحیں وجد میں آجائیں گی۔ پس یہ یقینی شہادت ہے اس بات پر کہ خاتم النبیین کے وہی معنی حضرت عائشہؓ لیتی تھیں جو آج تک ساری اسلامی دنیا سمجھتی رہی ہے یعنی نبوت آپ کے ساتھ ختم ہوگئی۔ اور جس شخص نے میاں صاحب کی طرح ''لا نبی بعدہ'' کے یہ معنی کیئے ہوں گے کہ میرے بعد مجھ جیسا بڑا کوئی نبی پیدا نہ ہوگا چھوٹے چھوٹے نبی آتے رہیں گے۔

(جو بقول میاں صاحب بلحاظ کمالات تو آنحضرتؐ کے برابر بھی ہوسکتے ہیں بلکہ بڑھ کر بھی نعوذباللہ من ھذہ الخرافات) تو حضرت عائشہؓ نے اسے لا نبی بعدہ کہنے سے روک دیا اور ایک ہی معنی خاتم النبیین کے قائم رہ گئے یعنی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبوت نہیں اور یا ممکن ہے کہ میاں صاحب کی طرح کسی نے ''لانبی بعدہ'' کے یہ معنی کردئے ہوں کہ آپ کے فوراً بعد کوئی نبی نہ ہوگا لیکن کچھ زمانہ گذرنے کے بعد نبی آنے لگیں گے تو حضرت عائشہؓ نے روک دیا کہ یہ فقرہ ہی مت بولو یا اگر یوں الٹے معنی نہ کیئے ہوں تو یوں کردئے ہوں جیسا کہ میاں صاحب یا ان کے مریدین کہہ دیا کرتے ہیں کہ چونکہ نبی کریم کا زمانہ قیامت تک ہے اسلئے ''لانبی بعدہ'' سے یہ مراد ہے کہ قیامت کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس سے پہلے آتے رہیں گے تو حضرت عائشہؓ نے اسے روک دیا کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ نبی آپ کے بعد آہی نہیں سکتا۔ غرض لانبی بعدہ کے جتنے غلط معنی میاں صاحب نے اپنی کمال ذہانت سے مشتہر کیئے ہیں وہ سب سے پہلے حضرت عائشہؓ نے یہ کہہ کر کہ لانبی بعدہ کہو ہی نہیں باطل ثابت کردئے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر لانبی بعدہ کے دو معنی ہوسکتے ہیں تو باقی جن احادیث میں خاتم النبیین کی تشریح کی گئی ہے اس کے دو معنی بھی ہوسکتے ہے یا وہ صرف ایک ہی معنی کے متحمل ہیں۔ مثلاً یہ حدیث کہ قصر نبوت میں صرف ایک ہی اینٹ کی جگہ خالی تھی اور میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ اس کے دوسرے معنی میاں صاحب کیا کریں گے۔ کیا اس سارے قصر نبوت کو ہی نگل کر ایک نیا قصر نبوت قائم کریں گے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجائے آخری اینٹ ہونے کے پہلی اینٹ ہوں۔ اور پھر اس حدیث کے کیا معنی کریں گے جس میں آنحضرت صلی اللہ فرماتے ہیں کہ میرے بعد تیس کذّاب دجّال ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں۔ پھر اس حدیث صحیح کے کیا دوسرے معنی کریں گے کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد نبی ہوتے تھے میرے بعد خلیفے ہوں گے۔ حضرت موسیٰؑ کے بعد

بھی تو میاں صاحب کے نزدیک غیر تشریعی نبی ہی تھے۔ وہاں کوئی دوسرے معنی ممکن ہی نہیں پھر اس حدیث کے کیا دوسرے معنی کریں گے کہ میرا نام عاقب ہے کیا عاقب کے معنی لغت میں پیچھے آنے والا ہے یا اصل معنی محاورہ عرب میں پہلے آنے والا تھا اور اس کے معنی پیچھے آنے والا لغت نویسوں نے اس لئے لکھ دئے کہ پہلے ایک غلط عقیدہ قبول کر لیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو یہ تمام احادیث صراحت سے ایک ہی بات بتا رہی ہیں کہ خاتم النبیین کی ایک ہی معنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے صحابہؓ کو معلوم تھے اور وہ یہ کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں اور میاں صاحب کی بحث یہ ہے کہ یہ معنی غلط ہیں اور صحیح معنی وہ ہیں جن کا وجود تیرہ سو سال میں کہیں نہیں ملتا۔ نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث میں نہ حضرت عائشہؓ کے قول میں نہ کسی صحابیؓ کے قول میں نہ کسی امام کے قول میں۔

میاں صاحب نے اجماع کے خلاف ایک شہادت حضرت علیؓ کی بھی پیش کی ہے اور وہ یہ ہے کہ راوی کہتا ہے کہ حسنؓ اور حسینؓ کو قرآن شریف پڑھاتا تھا اور حضرت علیؓ میرے پاس سے گذرے فرمایا کہ خاتم النبیین تا کی زبر کے ساتھ پڑھاؤ۔ اب دیکھئے یہ کیسی زبردست شہادت ہے کہ حضرت علیؓ خاتم کے معنی آخری نہ سمجھتے تھے اور اگر کسی کو تامل ہو تو میاں صاحب ایک چھلانگ میں سب مرحلے طے کرا سکتے ہیں کیسا اچھوتا استدلال ہے۔ ملاحظہ ہو:

"اکثر قرائتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خاتم زیر کے ساتھ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے اگر حضرت علیؓ کے نزدیک تا کی زبر سے بھی آخری نبی کے معنی بنتے تھے تو آپ نے زیر پڑھانے سے منع کیوں فرمایا۔ زیر کے معنی زیادہ واضح ہو جاتے تھے کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ آپ دونوں میں فرق سمجھتے تھے اور زیر پڑھانے سے ڈرتے تھے کہ ان بچوں کے ذہن میں نبوت کے متعلق خلاف حقیقت عقیدہ نہ جم جائے۔"

اس اچھوتے استدلال پر اگر صبح سے لیکر شام تک سب مریدین سر ہلا ہلا کر سبحان اللہ کے نعرے بلند کرتے جائیں تو اس کے اچھوتا پن کا حق ادا نہیں ہوتا۔ ایک طرف چالیس حدیثوں میں صراحت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ایک طرف حضرت علیؓ کے خاتم تا کی زبر کے ساتھ پڑھنے سے لطیف استدلال ہے (جس کی لطافت ایشیائی

شاعری میں کمر معشوق کے وصف کی لطافت سے کسی طرح کم نہیں۔ کہاں ہے کس طرف ہے اور کدھر ہے) کہ اس سے ثابت ہوا کہ خاتَم کے معنی حضرت علیؓ آخری نہ سمجھتے تھے۔ یہ تو حضرت علیؓ کی اکیلی شہادت نہیں بلکہ اب تو اجماع کی شہادت بھی ہوگئی۔ کیونکہ سبھی لوگ خاتَم زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ بلکہ میاں صاحب کو اس قدر لمبے مضمون سے دس صفحوں کو پُر کرنے کی ضرورت نہ تھی ایک یہی دلیل کافی تھی کہ آج سب مسلمان خاتَم زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ وہ خاتَم کے معنی آخری نہیں سمجھتے۔

ایسی مضبوط دلیل کے ہاتھ میں ہوتے ہوئے میاں صاحب نے اتنی تکلیف خواہ مخواہ کی میں تو اب بھی یہی سفارش کروں گا کہ اس دلیل کو سونے کے حروف سے لکھ کر تمام مریدین کے گھروں کے دروازوں پر لٹکا دیں تو کون مسلمان ہے کہ اس کا انکار کر سکے خود میں بھی نہیں کر سکتا کیونکہ میرے سامنے بھی اگر کوئی خاتم زیر کے ساتھ پڑھے تو میں بھی اسے روک دوں گا۔ پس ثابت ہوا کہ میں بھی خاتَم کے معنی آخری نہیں سمجھتا اور اگر اس کے خلاف کہوں تو یہ میری بے سمجھی ہے دلیل تو قائم ہو چکی اور اس دلیل کی مضبوطی کی یہی سند کافی ہے کہ جناب میاں صاحب کے منہ سے نکلی ہے اور اگر کسی کو یہ شبہ پیدا ہو کہ حضرت علیؓ کے اس قدر اہتمام کے باوجود کہ ''ان بچوں کے ذہن میں نبوت کے متعلق خلاف حقیقت عقیدہ نہ جم جائے۔''

حضرت علی کی قول

یہ کیونکر ہوا کہ وہی خلاف حقیقت عقیدہ ہی، حضرت حسنؓ و حسینؓ کا بھی رہا یہاں تک کہ اہل تشیع بھی کوئی روایت ان سے محفوظ نہیں بتاتے کہ جس میں انہوں نے میاں صاحب والے معنی بیان کئے ہوں اور نہ خود حضرت علیؓ نے خلاف حقیقت عقیدہ کو چھوڑا اور نہ ہی کسی اور صحابی نے اور حضرت علیؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں بھی اس خلاف حقیقت عقیدہ کی بیخ کنی کر کے میاں صاحب کی مدد نہ کی تو ایسا شخص نور ایمان سے خالی ہے۔ سچ ہے یہ دنیا عجائبات سے پُر ہے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کی کوششوں کے خلاف حقیقت عقیدہ پر ہی سب صحابہؓ قائم ہو گئے اور ساری امت میں سے ایک آواز بھی نہ اٹھی اگر حضرت عائشہؓ درمیان میں نہ ہوتیں تو ہم یہی سمجھ لیتے کہ اس ختم نبوت کے عقیدہ کی وہی گت بنی جو خلافت بلافصل کی ہوئی امید ہے میاں صاحب مزید غور کے بعد حضرت عائشہؓ کا نام اجرائے نبوت کے حامیوں میں سے نکال دیں گے اور اس عقدہ کو بھی حل

کر دیں گے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت علیؓ کو خطاب کر کے فرمایا تھا کہ تجھے وہی نسبت مجھ سے ہے جو ہارون کو موسیٰؑ سے تھی مگر تو نبی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ میرے بعد نبی نہیں۔ تو اس وقت حضرت علیؓ نے ضرور عرض کیا ہوگا کہ حضور والا میں تو ہارون والا مرتبہ چاہتا ہی نہیں۔ اور نہ نبوت غیر تشریعی کو قبول کرتا ہوں اگر لوں گا تو نبوت تشریعی لوں گا۔ یہ وہ باتیں ہیں جن پر میاں صاحب اپنے نئے مذہب کی بنیاد رکھ رہے ہیں یہ باتیں اس قدر گری ہوئی ہیں کہ انہیں رکیک تاویلات کہنا بھی لفظ تاویل کی ہتک ہے۔

صحابہ میں سے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی شہادت بھی میاں صاحب نے اپنی تائید میں پیش کی ہے کسی شخص نے ان کے سامنے کہا تھا خاتم الانبیاء لانبی بعدہ تو آپ نے فرمایا کہ ''حسبك اذاقلت خاتم الانبیاء فانا کنانحدث ان عیسیٰ علیه السلام خارج فان هو خرج فقد کان قبله و بعده'' یعنی خاتم الانبیاء کہنا ہی کافی ہے کیونکہ ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام آنے والے ہیں پس اگر وہ آئیں تو آپ سے پہلے بھی ہوئے اور پیچھے بھی۔ یہ قول بعینہٖ حضرت عائشہؓ کے قول کے مطابق ہے[1] کیسی عجیب بات ہے کہ وہ بے سروپا اقوال سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخاری اور مسلم کی حدیثیں پسِ پشت پھینکی جاتی ہیں۔ یہ طرز عیسائیوں نے اسلام کے خلاف اختیار کی تھی کہ ایک کمزور سی روایت کو لیکر تمام اصول دین کے خلاف پیش کر دیا۔ میاں صاحب بھی انہیں کا تتبع کر رہے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کے قول کی سند تو قطعاً کوئی نہیں اور حضرت مغیرہؓ کے قول کی سند بھی ابن ابی شیبہ میں ہے جس کی روایت کو میاں صاحب شاید بخاری اور مسلم کی طرح سمجھتے ہوں لیکن وہ خود بخاری اور مسلم کی روایتوں کو بھی جب کثرت دوسری طرف ہو ترک کر دیا کرتے ہیں۔ کیا انہیں علم نہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے قول ''فاقرؤا ان شئتم'' پر وہ خود کیا کہا کرتے ہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تو حجت نہیں کہ آپ خود خاتم النبیین کی تفسیر آخری نبی کرتے ہیں لانبی بعدہ فرماتے ہیں لیکن حضرت مغیرہؓ کا ایک کمزور قول حجت ہے اگر فی الواقع حضرت مغیرہؓ کا یہی خیال ہو جو اس قول میں ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے تو کیا یہ حجت ہے۔ پھر اجماع تو قرآن کے محفوظ ہونے پر ہے اور ایک ایک صحابی کا قول میں میاں صاحب کو صحیح مسلم تک میں دکھا دیتا ہوں کہ فلاں حصہ قرآن کا محفوظ نہیں رہا

کیا وہاں بھی میاں صاحب اپنا مذہب بدل لیں گے یا عیسائیوں کے سامنے سر جھکا دیں گے یا اکیلے آدمی کی شہادت کی کثیر کی شہادت کے مقابل پر پرواہ نہیں کریں گے اور کیا میاں صاحب نے اتنا بھی غور نہ کیا کہ حضرت مغیرہؓ نے اگر یہ کہا تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خود آنے کے منتظر تھے اور اسی انتظار کیوجہ سے انہوں نے کہا کہ خاتم الانبیاء کہنا کافی ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ بھی آپ سے پہلے آ چکے ہیں لیکن لانبی بعدہ نہیں کہنا چاہئے کیونکہ حضرت عیسیٰ آپ کے بعد بھی آنے والے ہیں۔

میاں صاحب نے بغیر الفاظ پر غور کئے اس قول کو اپنی تائید میں پیش کر دیا ہے۔ الفاظ حسبك اذاقلت خاتم الانبیاء تو صاف بتاتے ہیں کہ وہ خاتم الانبیاء کے معنی نبیوں میں سے آخری کر رہے ہیں۔ تیرا خاتم الانبیاء کہنا کافی ہے۔ میاں صاحب یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ خاتم الانبیاء کے معنی صحابہ آخری نبی نہیں کرتے تھے تو لازماً وہ دوسرے معنی کرتے ہوں گے جن کے مدعی میاں صاحب ہیں یعنی یہ کہ آپؐ کی اتباع سے نبی بنا کریں گے تو یہ معنی اس قول میں کہاں سے نکلے کیا حضرت مغیرہؓ نے یوں کہا تھا کہ تیرے لئے کافی ہے کہ تو کہے کہ آپؐ وہ نبی ہیں جن کی اتباع سے دوسرے نبی بنا کریں گے کیونکہ اگر عیسیٰ آئیں گے تو وہ آپؐ کے پہلے بھی ہوں گے اور بعد بھی۔ اگر یہ معنی ہو سکتے ہیں تو اس قول کا پیش کرنا کچھ معنی رکھتا ہے ورنہ ان اقوال کو پیش کرنا وہی ڈوبتے کا تنکوں کا سہارا تلاش کرنا ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ انہوں نے سمجھا کہ چونکہ حضرت عیسیٰ خود آنے والے ہیں اس لئے گو آنحضرت آخری نبی تو ہو گئے کیونکہ حضرت عیسیٰ بھی آپ سے پہلے گذر چکے ہیں لیکن حضرت عیسیٰ بعد میں بھی تو آنے والے ہیں۔ اسلئے بہتر یہ ہے کہ لانبی بعدہ نہ کہا جائے۔ لیکن ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح احادیث کے خلاف یہ حضرت مغیرہؓ کا اپنا قیاس ہے کہ انہوں نے پیشگوئی کا مطلب یہی سمجھا ہے کہ حضرت عیسیٰ خود آئیں گے اور اس وقت اس طرف طبیعت نہ گئی کہ حضرت عیسیٰ کو

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی شہادت

لہ: کیا یہ ممکن نہیں .... کہ مجمع البحار میں اسی قول کو غلطی سے حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو کیونکہ حضرت عائشہؓ کے ایسے قول کی کوئی سند نہیں ملتی۔

خود آنا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں لانبــی بــعــدہ فرماتے۔ اور بیسیوں اور حدیثوں میں مختلف پیرایوں میں یہ بیان کرتے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

اور یہ مشکل صرف حضرت مغیرہؓ کیلئے نہ تھی بلکہ ان تمام لوگوں کے لئے ہے جو حضرت عیسیٰؑ کے خود آنے کے قائل ہیں انہوں نے کبھی اس بات پر غور نہیں کیا کہ حضرت عیسیٰؑ کو واپس لانے سے ختم نبوت کو توڑنا پڑتا ہے، نہ ہی اس بات پر غور کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں اتنے مختلف پیرایوں میں یہ بار بار فرماتے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ بلاشبہ اگر ایک بھی نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آجائے تو نہ صرف ان حدیثوں کو ترک کرنا پڑے گا جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا اس قدر صراحت اور تاکید سے بیان ہوا ہے بلکہ پھر خود ختم نبوت بھی باقی نہیں رہ سکتی۔ لازماً نزول عیسیٰؑ کی جو ایک پیش گوئی ہے اس کے وہ معنی کرنے پڑیں گے جو اسے ختم نبوت کے منافی نہ ٹھہرائیں۔ اس لئے جن لوگوں نے نزولِ عیسیٰؑ کے مسئلے پر بحث کی ہے انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ جب آئیں گے تو بحیثیت مجدد آئیں گے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اس صورت میں انہیں نبوت سے معزول ماننا پڑتا ہے جو ہو نہیں سکتا کیونکہ نبی نبوت سے معزول نہیں ہو سکتا۔

اس مشکل کو مجدد صدی چہاردہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؒ نے حل کیا ہے جنہوں نے مسئلہ ختم نبوت کو ایسا واضح کیا کہ آفتاب نصف النہار کی طرح اس کی صداقت روشن ہوگئی۔ افسوس ہے کہ اس شخص کی طرف خاتم النبیین کے یہ باطل معنی ”کہ آئندہ نبی آپؐ کے اتباع سے بنا کریں گے“ منسوب کئے گئے جس نے مسئلہ ختم نبوت پر جو کچھ دھندلا پن بھی پڑ گیا تھا اسے صاف کیا اور نہایت صفائی سے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ نہ نیا اور نہ پرانا۔ یہاں میں صرف آپ کی چند عبارتیں بطور نمونہ نقل کرتا ہوں۔

”کیونکر ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اِسی مفہوم تام اور کامل کے ساتھ جو نبوت تامہ کے شرائط میں سے ہے آ سکتا۔ کیا یہ ضروری نہیں کہ ایسے نبی کی نبوت تامہ کے لوازم جو وحی اور نزول جبرئیل ہے۔ اس کے وجود کیساتھ لازم ہونی چاہئے کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبرئیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں

لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی‘‘ (ازالہ او ہام صفحہ ۵۳۴)

’’اور یہ بات ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ خاتم النبیین کے بعد مسیح ابن مریم رسول کا آنا فسادِ عظیم کا موجب ہے۔اس سے یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ وحی نبوت کا سلسلہ پھر جاری ہوجائے گا اور یا یہ قبول کرنا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ مسیح ابن مریم کو لوازم نبوت سے الگ کر کے

حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ آمد ختم نبوت کے منافی ہے

اور محض ایک امتی بنا کر بھیجے گا۔‘‘ (ازالہ او ہام صفحہ ۵۴۴)

’’اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوۃ نبوت محمد یہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدَّث بھی کہتے ہیں۔ وہ اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنافی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جز کل میں داخل ہوتی ہے۔‘‘ (ازالہ او ہام صفحہ ۵۷۵)

’’اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ سے صرف اتنا کہا جائے گا کہ تو قرآن پر عمل کر اور پھر وحی مدت العمر تک منقطع ہو جائے گی اور کبھی حضرت جبرئیلؑ اُن پر نازل نہیں ہوں گے اور وہ بکلی مسلوب النبوت ہو کر اور امتیوں کی طرح بن جائیں گے تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر چہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرئیلؑ لاویں۔ اور پھر چپ ہو جاویں۔ یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے کیونکہ جب ختمیت کی مہر

مسئلہ ختم نبوت اور حضرت مرزا صاحب

ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہوگئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیلؑ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کیلئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا‘‘ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۷)

’’اکیسویں آیت یہ ہے کہ’’ما کان محمداباا حدٍ من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین‘‘ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔‘‘ (ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۴)

,,قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پُرانا۔ کیونکہ رسول کو علم بتوسط جبرئیلؑ ملتا ہے اور بابِ نزولِ جبرئیلؑ بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے(ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱)

’’اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا۔‘‘ (نشان آسمانی صفحہ ۲۸)

’’اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے خاتم ہیں ۔۔۔اور کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۷)

’’الاتعلم ان الرب الرحیم المستفضل سمی نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغیراستثناء وفسرہ نبینافی قولہ لانبی بعدی ببیان واضح للطالبین ولوجوزنا ظھور نبی بعد نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم لجوزنا الفتاح باب وحی النبوۃ بعد تغلیقھا۔‘‘ (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۲۰)

ترجمہ:۔ کیا تو نہیں جانتا کہ ربِ رحیم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اور طالبوں کے لئے اس کی تفسیر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول لانبی بعدی میں بیان واضح سے کر دی ہے اور اگر ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کو جائز قرار دیں تو گویا ہم نے وحی نبوت کا دروازہ کھول دیا بعد اس کے کہ وہ بند کر دیا گیا تھا۔

اس قسم کے حوالجات حضرت مسیح موعود کی کتب سے ایک بڑی تعداد میں پیش کئے جا سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے ماننے والوں کیلئے تو آپ کے یہ بیانات سمجھ لینے کے لئے کافی ہیں کہ آپ ختم نبوت سے کیا مراد لیتے تھے دوسرے لوگ بھی اگر غور کریں تو انہیں اس بات کا سمجھ

۱۔ یہ میاں صاحب والی مہر نہیں جس سے نبی بنتے ہیں۔

لینا کچھ مشکل نہیں کہ جس صورت میں میاں صاحب نے نہایت درجہ کی جرأت سے حضرت محی الدین ابن عربی امام شعرانی، حضرت مجدد الف ثانی رحمہم اللہ وغیرہم کی تحریرات کو اس طرح کاٹ چھانٹ کر اپنے مطلب کی بات نکال لی اور باقی کو مخفی رکھا تو حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کیساتھ وہی کارروائی ان کا کرنا کون سا مشکل کام تھا۔ ایک اور نہایت لچر بات جس کی ایجاد کا سہرا میاں صاحب کے سر پر ہے یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریریں مسئلہ نبوت پر منسوخ ہیں یعنی حضرت مسیح موعود جو قسم کھا کر کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوگئی اور یہ کہ میرا ایمان ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ تو یہ سب جھوٹ ہے اور آپ کا ایمان باطل پر تھا۔ نعوذ باللہ من ذلک ایک طرف مجدد، مسیح موعود و مہدی معہود کہا جائے اور دوسری طرف اسے باطل پر ایمان رکھنے والا قرار دیا جائے۔ افسوس! یہ حق فرزندی ہے جو میاں صاحب نے ادا کیا ہے۔ یہ ۱۹۰۱ء کی تبدیلی محض ایک ڈھکوسلا ہے جس کو سوائے آنکھیں بند کر لینے والے مریدوں کے اور کوئی نہیں مان سکتا خاتم النبیین کے معنی نبیوں کو ختم کرنے والا ہی حضرت مرزا صاحب ۱۹۰۱ء سے پہلے اور ۱۹۰۱ء کے بعد بھی کرتے رہے کیا الوصیت ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریر نہیں جس میں لکھا ہے۔

''اسی نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہتے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے۔'' (صفحہ ۱۱)

کیا لیکچر سیالکوٹ ۱۹۰۱ء کے بعد کا نہیں جس میں لکھا ہے

''ختم نبوت آپؐ پر نہ صرف زمانہ کے تاجر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہو گئے۔''

کیا خود حقیقت الوحی میں صفائی سے تحریر نہیں فرمایا۔

''آدم کو پیدا کیا اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے آخر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہے۔'' (صفحہ نمبر ۱۴۱)

پھر ضمیمہ صفحہ ۶۴ پر خود لفظ خاتم النبیین کی تشریح ان الفاظ سے کرتے ہیں

''وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلة المرسلین فلیس حق احدان یدعی النبوة رسولنا المصطفیٰ علی الطریقة المستقلة ومابقی احدہ الا کثرة

المکالمۃ ''یعنی ہمارے رسولؐ خاتم النبیین ہیں اور آپؐ پر رسولوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ پس کسی کا حق نہیں کہ ہمارے رسول مصطفیٰ ﷺ کے بعد مستقل طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آپ کے بعد کچھ باقی نہیں رہا مگر کثرت مکالمہ''

کیا ان چاروں مقامات پر خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے سوا کچھ اور کئے گئے ہیں؟ مگر ان تمام تصریحات کے باوجود یہ مشتہر کیا جا رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہ کرتے تھے۔ افسوس تو یہ ہے کہ میاں صاحب کے مریدین کا طرز عمل اس کے مطابق ہے جو کسی نے کہا ہے۔ ؎

اگر شہ روز را گوید شب است این

بباید گفت اینک ماہ و پروین

حضرت مرزا صاحب نے اگر ظلی اور بروزی نبوت اور فنا فی الرسول کے مقام کا ذکر کیا ہے تو وہ اس میں منفرد نہیں۔ یہ وہی بات ہے جسے سب بزرگ کہتے رہے مگر جو شخص اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لے اور یہ کہتا چلا جائے کہ ظلی بروزی نبوت بھی اصلی نبوت اور حقیقی نبوت ہوتی ہے اس کا کیا علاج ہے۔ آج تک دنیا میں کسی شخص نے ظل کو اصل اور مجاز کو حقیقت قرار نہیں دیا تھا مگر میاں صاحب اجرائے سلسلۂ نبوت کے شوق میں تمام دنیا کی اصطلاحات کو پھاند کر کہیں کے کہیں پہنچ گئے ہیں اگر ظلی نبوت نبوت ہے تو پھر یقیناً ظل اللہ، اللہ ہے۔ اور یہ اولیاء اللہ جب اپنے آپ کو رحمٰن کے اظلال قرار دیتے ہیں تو انہیں اللہ بھی ماننا چاہئے اور بادشاہ کو بھی خدا مان لینا چاہئے۔ اِس لئے کہ حدیث میں اِس کے لئے ظل اللہ کا لفظ آیا ہے۔ میاں صاحب اپنے مغالطہ پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم بھی حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کو ظلی اور بروزی ہی مانتے ہیں۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر وہ نبوت نہیں بلکہ ولایت ہے کیونکہ نبوت کا ظل ولایت ہے مگر یہ محض اصل عقیدہ کی پردہ پوشی کے لئے اور مریدین کو مغالطہ میں رکھنے کے لئے ایک طریق سوچا گیا ہے کیونکہ میاں صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ ظلی بروزی کی اصطلاح خدا نے قائم نہیں کی بلکہ مرزا صاحب نے خود بنا لی ہے۔ اسی مقدمہ میں جب میاں صاحب کے ایک خاص دوست اور سکریٹری یا ایڈیشنل سکریٹری ذوالفقار علی خاں صاحب سے احمدیوں کے دونوں فرقوں میں اختلاف کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے جواب میں لکھوا دیا۔

''احمدیوں کی دوسری پارٹی کو ہم احمدی مانتے ہیں وہ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں لیکن وہ مرزا صاحب کو بروزی ظلی نبی مانتے ہیں۔''

جس سے صاف معلوم ہوا کہ میاں صاحب اوران کے خاص حواری فی الحقیقت مرزا صاحب کو بروزی ظلی نبی نہیں مانتے لیکن مرید ابھی شاید سب کچھ برداشت نہیں کرتے اس لئے اس نئے مذہب کے پردے آہستہ آہستہ اٹھائے جاتے ہیں۔ پس حضرت مرزا صاحب کا ظلی و بروزی نبوت کو باقی ماننا یا کمالات نبوت کا اس امت میں ماننا۔ اسی معنی میں ہے جس معنی میں شیخ اکبرؒ یا مجدد الف ثانیؒ مانتے ہیں۔ اور وہی مذہب سب امت کا ہے اور یہی بات حضرت مرزا صاحب ۱۹۰۱ء سے پیشتر لکھتے رہے جو ۱۹۰۱ء کے بعد لکھی مثلاً ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء) میں ہے۔

''اور نیز خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے۔ ہاں ایسا نبی جو مشکوۃ نبوت محمد یہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے۔'' (صفحہ نمبر ۵۷۵)

ظلی اور بروزی نبوت

اور ۱۹۰۱ء میں ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں جس کے ساتھ بزعم میاں صاحب پہلی کتابیں منسوخ ہوگئیں لکھا ہے۔

''پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جس طرح بروزی طور پر محمد اور احمد نام رکھے جانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہوگئے۔ اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں۔''

اور ۱۹۰۱ء کے بعد لکھا ہے دیکھو چشمہ مسیحی

''اگر ایک امتی کو جو محض پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درجہ وحی والہام و نبوت کا پاتا ہے نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے تو اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی کیونکہ وہ امتی ہے اور اس کا اپنا وجود کچھ نہیں۔''

اب یہ مہر نبوت جس کے ٹوٹنے کا ذکر کیا ہے؟ کیا اس مہر نبوت سے سوائے اس کے کچھ اور مراد ہے کہ نبوت بند کر دی گئی ہے۔ اور کیا خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونے سے یہاں انکار ہے یہاں صاف طور پر اقرار ہے۔ ہاں ایک دو موقع پر اس لفظ خاتَم سے حضرت صاحب نے یہ استدلال بھی کیا ہے کہ مہر کے لفظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض رسانی کی طرف اشارہ ہے مگر میاں صاحب نے اس عبارت حضرت مسیح موعود کو نقل کرنے میں تحریف کا کمال دکھایا ہے یہ عبارت میاں صاحب نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ کے حاشیہ سے نقل کی ہے۔

''اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتَم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔''

میاں صاحب نے اس عبارت کو جلی قلم سے نقل کر کے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ حضرت مسیح موعود خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہ کرتے تھے بلکہ میاں صاحب کی طرح یہ معنی کرتے تھے کہ آپ کے اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے لیکن اس امر کو الگ رکھ کر کہ یہاں صرف حصول کمالات نبوت کا ذکر ہے اور یہ وہی بات ہے جو حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بھی لکھی ہے۔ کیا یہ خیانت نہیں کہ اس کے بعد کا وہ فقرہ جو اس عبارت کی تشریح کرتا تھا چھوڑ دیا گیا ہے۔

''اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی یہی معنی **اس حدیث کے ہیں کہ "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے۔''**

یہ کس قدر ظلم میاں صاحب نے اپنے مقدس والد پر کیا ہے کہ ان کی عبارت کو ایسے رنگ میں قطع و برید کر کے پیش کیا ہے جس سے مفہوم عین اس کے الٹ نکلے جو وہ کہنا چاہتے ہیں وہ تو صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آپ کے اتباع سے اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کے مثل بن جاتے ہیں اور میاں صاحب یہ مطلب ظاہر کرتے ہیں کہ آنحضرت کی مہر سے نبی بن جاتے ہیں۔ علما کا مثیل انبیاء ہونا ساری امت کا مذہب ہے مگر ان کا نبی ہونا۔ وہ بات ہے جس کی تردید خود لفظ خاتم النبیین کرتا ہے۔ میاں صاحب غور کریں کہ انہوں نے کن ہتھیاروں سے کام لیکر اپنا مطلب نکالنا چاہا ہے۔ اور یہ انہوں نے ایک آدھ جگہ نہیں کیا بلکہ سب بزرگوں کی عبارتیں نقل

کرنے میں یہی کمال دکھایا ہے۔

حضرت مسیح موعود نے اول سے لیکر آخر تک خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہی کئے ہیں اوراس کی صحیح اورواضح تفسیر لا نبی بعدہ کو ہی مانا ہے۔اورختم نبوت کاصرف یہی مفہوم لیا ہے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ آپ نے اس لفظ خاتم میں ایک اوراشارہ بھی مانا ہے یعنی کمالات نبوی کی فیض رسانی مگر یہ میاں صاحب کے عدم تدبر کانتیجہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان معنوں سے گویا پہلے معنی منسوخ ہوگئے۔آپ کی فیضِ رسانی کاذکر پہلی کتابوں میں بھی موجود ہے اور پچھلی میں بھی جس حقیقت الوحی میں فیض رسانی کی مہر کا ذکر ہے۔وہیں یہ بھی ذکر ہے کہ خاتم النبیین سے مرداسلسلہ نبوت کا انقطاع ہے۔اور یہ بھی کہ سب نبیوں کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ کوبھیجا حضرت مسیح موعود حقیقت الوحی میں ختم نبوت کے معنی سلسلہ نبوت کاانقطاع کرتے ہیں۔"وان رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین"اورپھرفرماتے ہیں"وما بقی بعدہ الاکثرۃ المکالمۃ"

مہر نبوت

پس آپ کےنزدیک کثرت مکالمہ اورنبوت یارسالت ایک چیزنہیں ورنہ عبارت یوں ہوگی "وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین ومابقی بعدہ الاالرسالۃ" یعنی آپ پررسالت کاسلسلہ منقطع ہوگیا اورآپ کے بعدسوائے رسالت کے کچھ باقی نہیں رہا۔جو بے معنی ہے جس طرح"لم یبق من النبوۃ الاالمبشرات " میں مبشرات کا عین نبوت ہونا ناممکن ہے۔اسی طرح "مابقی بعدہ الاکثرۃ المکالمۃ " میں کثرت مکالمہ کانبوت ہونا ناممکن ہےاورپھراس کے آگے لکھتے ہیں"وسمیت نبیامن اللہ علی طریق المجاز لاعلی وجہ الحقیقۃ "اورمیرانام نبی صرف مجاز کےطور پررکھا گیا۔نہ حقیقت کےرنگ میں۔اورخودازالہ اوہام میں تحریرفرماچکے ہیں کہ مجازی طور پر نبی محدّث کوکہاجاتا ہے۔پس اس قدروضاحت کے ہوتے ہوئے ایک عبارت سے وہ مطلب نکالناجوان تمام وضاحتوں کے خلاف ہے بزرگان دین کی تحریروں کیساتھ استہزاہے۔یہی استہزامیاں صاحب نے شیخ اکبرؒاورحضرت مجددالف ثانیؒ،امام شعرانیؒ وغیرہ کی تحریروں سے کیا ہے۔اوریہی وہ حضرت عیسیٰؑ موعود کی تحریروں سے کرتے ہیں۔ایک لطیف بات کوجس کی طرف حضرت مسیح موعودؑ نے کم فہم مخالفین کوتوجہ دلائی تھی۔میاں صاحب نے حضرت مسیح

۱۔ یہ نبی بنانے والی مہر ہے یا نبیوں کوختم کرنے والی؟

موعودؑ کی پہلی اور پچھلی کھلی تحریروں کو خرد برد کرنے کیلئے بہانہ بنالیا۔

بلاشبہ خاتِم کی بجائے خاتَم اختیار کرنے میں ایک لطیف اشارہ ہے گو خاتِم اور خاتَم ہم معنی ہیں۔ میاں صاحب نے اسے نہ سمجھا اور نہ سمجھنے کی کوشش کی بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کی تو سب تحریروں کو جہاں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی لکھے ہیں اور وہ ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی ہیں اور پیچھے بھی منسوخ قرار دیا اور میری تحریر پر اعتراض کر دیا کہ میں نے

اختتامِ نبوت اور فیض رسانی ایک دوسرے کے منافی نہیں

گویا اپنا مذہب اب بدلا ہے۔ اور پہلے میں خاتم النبیین کے معنی وہی کرتا تھا جو میاں صاحب کرتے ہیں اب کچھ اور کرتا ہوں جس شخص میں غور وخوض کی عادت نہ ہو اور محض ایک بات کو لے بھاگنا اس کی عادت ہو گئی ہو وہ غالباً اس لطیف بات کے سمجھنے میں معذور ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی بھی ہیں اور اس میں لطیف اشارہ بھی ہے کہ نبوت اپنے کمال کو پہنچ گئی۔

میاں صاحب نے میرے ترجمہ انگریزی کے نوٹوں پر بھی توجہ فرمائی ہے اور وہاں الفاظ Primarily اور Secondarily پر بھی خامہ فرسائی کی ہے۔ اگر میں اُن کو لغت کا حوالہ دوں تو شاید پھر ایک اور اسی قدر لمبے مضمون کی ضرورت انہیں پڑ جائے۔ اس لئے اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ وہاں میں نے دونوں معنی دئے ہیں یعنی اول مہر اور دوم آخری اور یہ بھی سچ ہے کہ لفظ خاتَم کا مہر کے معنی میں زیادہ استعمال ہے اور آخری کے معنی میں کم اور یہی مراد ان الفاظ سے ہے جو میں نے اختیار کئے ہیں۔ اور خاتِم اور خاتَم دونوں قرأتیں ہیں مگر آج جو قرآن شریف دنیا میں پڑھا جاتا ہے اس میں قرأت خاتَم ہی ہے اور خاتِم کے مشہور معنی ختم کرنے والا ہیں گو اس کے معنی بھی مہر آتے ہیں۔ تو لفظ خاتَم کو جو ترجیح دی گئی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مہر کسی چیز پر لگانے کا منشا یہ ہوتا ہے کہ اب اس میں اور چیز داخل نہ ہوگی۔ پس خاتَم النبیین میں آخری نبی مراد تو ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ مفہوم بھی موجود ہے کہ نبوت اب اپنے انتہائی نقطۂ کمال کو پہنچ گئی کہ اس میں اور کچھ داخل نہ ہوگا۔ بالفاظ دیگر نبوت کامل ہو گئی۔ اور ختم بھی ہو گئی۔ لفظ خاتَم اختیار کرنے سے یہ مقصد حاصل نہ ہوتا اور اسی معنی سے حضرت عائشہؓ کا قول صحیح مانا جاسکتا ہے کہ خاتَم النبیین کہو لانبی بعدہ نہ کہو۔ کیونکہ خاتَم النبیین لانبی بعدہ کا مفہوم بھی اپنے اندر رکھتا ہے اور نبوت کے

کمال کا مفہوم بھی اور لانبی بعدہ صرف ایک مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے یعنی نبوت کا ختم ہو جانا تو گویا آپ نے فرمایا کہ لفظ وہ اختیار کرو جو اختتام نبوت کیساتھ کمال نبوت کو بھی ظاہر کرتا ہے اور حضرت صاحب نے جو مہر کے لفظ سے فیض رسانی کی طرف اشارہ لیا ہے تو وہ اس لئے کہ لفظ خاتم سے مہر مراد لیکر یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ جس چیز پر مہر لگ جاتی ہے اس سے باہر بھی کچھ نہیں نکل سکتا اور یوں فیض رسانی نبوت سے ہی انکار کر دیا جائے بلکہ یہ ایسی مہر ہے کہ جس نے جب نبوت کو ایسے کمال کو پہنچایا کہ اس کے اندر اب کچھ اور داخل نہیں ہو سکتا تو اس کے ساتھ ہی اس کی فیض رسانی کو بھی کمال کو پہنچایا کیونکہ نبوت کی غرض ہی فیض رسانی ہے۔

اگر فیض رسانی نبوت میں نہ ہو تو وہ نبوت ہی نہیں۔ نبوت کی اصل غرض صرف یہی ہے کہ دوسروں کو اسی چشمہ سے سیراب کیا جائے جس سے نبی پیتا ہے اور ان انوار سے منور کیا جائے جہاں سے نبی روشنی لیتا ہے۔ پس خاتم النبیین کی نبوت جس طرح کمال کو پہنچی اسی طرح اس کی فیض رسانی بھی کمال کو پہنچی۔ چنانچہ حقیقت الوحی میں آپ کے الفاظ بعینہ اسی مدعا کو ظاہر کرتے ہیں۔

''وہ خاتم الانبیاء ہے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی امت کیلئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔۔۔ مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں محض فیض محمدی سے وحی پانا۔ وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو۔ (۲۷و۲۸)

کس قدر خوبصورت بات تھی جسے بگاڑ کر کچھ کا کچھ بنایا گیا پھر لفظ امتی نبی سے ٹھوکر کھاتے ہیں۔ حالانکہ اس سے کیا مراد ہے۔ وہ خود حضرت مسیح موعود ازالہ اوہام میں بیان کر چکے ہیں۔

''سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدَّث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدَّثیت دونوں رنگوں سے رنگیں ہوتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی

رکھااور نبی بھی''(صفحہ ۵۳۴)

اب بالآخر میں میاں صاحب سے ایک سوال کرتا ہوں کہ جب انہوں نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونے سے قطعی انکار ہی کر دیا تو وہ تشریعی نبوت کو قرآن شریف کی کس آیت کی رو سے ختم کرتے ہیں اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی تو ہیں مگر مراد صرف تشریعی نبیوں کے آخر ہیں تو وہ بابی عقیدہ سے الگ رہتے لیکن مطلق نبوت کے ختم ہونے کا انکار کر کے وہ پورے طور پر بابیوں سے جا ملے ہیں اگر وہ یہ کہیں کہ شریعت کا ختم ہونا ''اکملت لکم دینکم'' سے نکلتا ہے تو ان کے ایک حد تک ہم خیال میاں ظہیر الدین جواب دیتے ہیں کہ اسی قسم کے الفاظ تو شریعت موسوی کے متعلق بھی پائے جاتے ہیں ''تماماً علی الذی احسن''اور میاں صاحب کے اپنے مرید بھی یہ دلیل دیا کرتے ہیں۔اور میں کہتا ہوں کہ کیا شریعت کے کمال کو پہنچنے سے آئندہ شریعت کا بند ہونا لازم ہے اگر ہے تو نبوت کے کمال کو پہنچنے سے آئندہ نبوت کا بند ہونا بھی لازم آتا ہے اور یہ ان پر اتمام حجت ہے۔اگر وہ چاہیں تو اس سے بھی انکار کر کے اپنے لئے بالکل ایک جداگانہ مذہب اختیار کر لیں۔یا بابیوں کے ساتھ جا ملیں۔

امتی نبی

خاتم النبیین کے معنی کے متعلق میں نے لغت سے پورا ثبوت دے دیا ہے کہ اس کے معنی آخری نبی ہی کئے جاتے تھے۔اور میاں صاحب نے آج تک ایک بھی لغت کی کتاب کا حوالہ نہیں دیا کہ خاتم النبیین کے معنی ہوتے ہیں ''وہ نبی جس کی اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں'' یا خاتم القوم کے معنی ہوتے ہیں وہ شخص جس کے اتباع سے قوم بن جائے۔ ایسا ہی میں نے نو مختلف احادیث سے خاتم النبیین کے معنی پر شہادت پیش کی ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ اس قسم کی احادیث کی تعداد چالیس تک پہنچی ہوئی ہے۔جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کو بتصریح بیان کیا گیا ہے لیکن میاں صاحب نے آج تک ایک بھی ایسی حدیث پیش نہیں کی جس سے یہ معلوم ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔ بزرگان دین اور حضرت مرزا صاحب کے اقوال سے میں نے دکھایا ہے کہ وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے قائل ہیں سوائے اس کے کہ حضرت عیسیٰؑ کا آنا جن لوگوں نے مانا ہے تو انہیں یا اس لحاظ سے مستثنیٰ کیا ہے کہ وہ پہلے پیدا اور مبعوث ہو چکے

ہیں۔ جو غلط توجیہہ ہے اور یا انہیں محض مجدد قرار دیا ہے جو صحیح ہے مگر خود حضرت عیسیٰؑ ایک نبی کا نبوت سے الگ ہو کر مجدد ہونا صحیح نہیں جس غلطی کو حضرت مرزا صاحب نے ختم کر دیا مگر میاں صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کو شامل کر کے ایک بزرگ کا قول بھی نہیں دکھایا کہ

میاں صاحب کا بابیوں سے جاملنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔ اصل تو میں قرآن وحدیث کو سمجھتا ہوں لیکن میاں صاحب پر اتمام حجت کے لئے یہ سب شہادتیں پیش کی ہیں اور میرا ان سے یہ مطالبہ ہے کہ جو معنی وہ خاتم النبیین کے کرتے ہیں اس کی ایک ہی سند حدیث سے، لغت سے اور اقوال ائمہ سے دکھا دیں۔

بالآخر میاں صاحب اور ان کے مریدین پر اتمام حجت کیلئے صرف ایک تحریر میاں صاحب کی پیش کرتا ہوں۔ میاں صاحب غور فرمالیں کہ کبھی وہ خود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے اور خاتم النبیین کے انہی معنوں کے قائل تھے اور اس پر بہت زمانہ نہیں گزرا۔ ۱۴؍مارچ ۱۹۱۱ء کے الحکم میں میاں صاحب کی اپنی تحریر عنوان خاتم النبیین کے ماتحت چھپی ہوئی موجود ہے جس میں خاتم النبیین کے یوں معنی کئے ہیں۔

’’اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کر کے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا۔‘‘

غالباً اس وقت لغت میں بھی یہ معنی لکھے ہوں گے کیونکہ گو میاں صاحب یہ کہہ دیں کہ حضرت مسیح موعود آخر عمر تک غلطی پر رہے یا دعویٰ مسیح موعود کے ۱۲؍سال بعد تک نبی اور محدث دونوں کے معنی نہ جانتے تھے مگر اپنی نسبت وہ ایسا لفظ استعمال نہیں کر سکتے کہاں خاتم النبیین سے مراد ہر قسم کی نبوتوں کا ختم کرنے والا اور کہاں یہ کہ آئندہ آپ کے اتباع سے نبی بنا کریں گے اور اس سے بھی واضح تحریر اسی لفظ خاتم النبیین کی تشریح میں میاں صاحب نے اپنے رسالہ تشحیذ الاذہان بابت اپریل ۱۹۱۰ء میں اپنے مضمون نجات میں لکھی ہے۔ جہاں لکھا ہے۔

’’پھر چوتھی آیت جس میں آنحضرت کے عہدہ کی میعاد بیان کی گئی ہے کہ کب تک آپ کا مذہب قائم رہے گا یہ ہے ’’ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ

وخاتم النبیین و کان اللّٰہ بکل شئی علیما "(سورہ احزاب، آیت ۴۰) یعنی نہیں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور رسول بھی کیسے کہ ''خاتم النبیین'' ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا جاننے والا ہے اور کوئی ذرہ بھی اس کے علم سے باہر نہیں۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں آئے گا جس کو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جائے اور وہ آپ کی تعلیم کو منسوخ کر دے اور نئی شریعت جاری کرے بلکہ جس قدر اولیاء اللہ ہوں گے اور متقی اور پرہیز گار لوگ ہوں گے سب کو آپ کی غلامی میں ہی ملے گا۔ جو کچھ ملے گا اس طرح خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ آپ کی نبوت نہ صرف اس زمانہ کے لئے ہے بلکہ آئندہ بھی کوئی نبی اور نہیں آئیگا بلکہ اب ہمیشہ کیلئے آپ کی ہی تعلیم جاری رہے گی اور یہی لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوگی جو اس سے باہر نکلے گا وہ درگاہ الٰہی میں نہیں پہنچ سکے گا۔

میاں صاحب ۱۹۱۰ء میں خاتم النبیین سے مراد آخری نبی لیتے تھے

''اس جگہ ایک اور نکتہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''کان اللّٰہ لکل شئی علیما''، مگر بظاہر اس جگہ اس کا جوڑ کوئی معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس قدر باتیں بیان فرمائی ہیں وہ ظاہر ہیں ان کے لئے یہ بتانا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا جاننے والا ہے کچھ ضروری نہ تھا۔ سو اصل بات یہ ہے یہاں آپ کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق ایک پیش گوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دنیا میں سینکڑوں نبی گذرے ہیں جن کو ہم جانتے ہیں اور جنہوں نے بڑی بڑی کامیابیاں دیکھیں بلکہ کوئی صدی نہیں معلوم ہوتی کہ جس میں ایک نہ ایک جگہ مدعی نبوت نظر نہ آتا ہو۔ چنانچہ کرشن، رام چندر، بدھ، کنفیوشس، زرتشتؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ تو ایسے ہیں کہ جن کے پیرو اب تک دنیا میں موجود ہیں۔ اور بڑے زور سے اپنا کام کر رہے ہیں اور ہر ایک اپنی ہی سچائی کا دعویٰ پیش کرتا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے کے بعد تیرہ سو برس گذر گئے ہیں کہ کسی نے آج تک نبوت کا دعویٰ کر کے کامیابی حاصل نہیں کی۔ آخر آپ سے پہلے بھی تو لوگ نبوت کا دعویٰ کرتے تھے اور ان میں سے بہت سے کامیاب ہوئے (جن کو ہم تو سچا ہی سمجھتے ہیں) مگر آپ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ کیوں بند ہو گیا۔ اب کیوں کوئی کامیاب نہیں ہوتا۔ صاف

معلوم ہوتا ہے کہ وہی پیشگوئی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔

اب ہم اسلام کے مخالفین سے پوچھتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کیا نشان ہوسکتا ہے کہ آپ کے دعویٰ کے بعد کوئی شخص جو مدعی نبوت ہوا ہو کامیاب نہیں ہوا۔ پس اسکی طرف اشارہ تھا کہ ''کان اللّٰہ بکل شئی علیما'' یعنی ہم نے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا اور کوئی جھوٹا آدمی بھی ایسا دعویٰ نہ کریگا کہ ہم اس کو ہلاک نہ کردیں۔ چنانچہ یہ ایک تاریخی پیشگوئی ہے کہ اس کا رد کسی سے ممکن نہیں اگر ہے تو ہمارے سامنے پیش کرو مگر اس طرح نہیں کہ کسی نے دعویٰ کیا ہو اور لاکھ دو لاکھ آدمی اس کے پیرو ہو گئے ہوں بلکہ ایسا آدمی کہ جس نے آنحضرت یا اس سے پہلے نبیوں کی طرح کامیابی حاصل کی ہو مگر کوئی نہیں جو ایسی نظیر پیش کر سکے۔''

اب اس تحریر میں دو باتیں صاف ہیں۔ اول یہ کہ جہاں یہ لکھا ہے کہ ''آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آئیگا، جس کو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جائے'' ساتھ ہی بڑھایا ہے'' بلکہ جس قدر اولیاء اللہ ہوں گے'' تو معلوم ہوا کہ حقیقتاً اس وقت میاں صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف اولیاء کا ہونا مانتے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کو بھی اولیاء میں سے ہی مانتے تھے نہ انبیاء میں سے اور اگر انہوں نے کبھی لفظ نبی یا رسول بھی آپ کے متعلق استعمال کیا تو وہ صرف انہی معنوں میں تھا جن معنوں میں انہوں نے دوسرے بزرگوں کا بڑے بڑے انبیاء کے مرتبہ پر پہنچ جانا مانا ہے یعنی مجاز اور استعارہ کے طور پر جس کی دلیل انہوں نے ''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل'' دی ہے گویا حقیقتاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف اولیاء ہیں نہ انبیاء اور یہ بالکل صحیح اور بعینہٖ اس کے مطابق ہے جو حضرت مسیح موعود نے تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ''صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدَّث ہیں'' اور دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت تک میاں صاحب حضرت مسیح موعود کو مدعی نبوت نہ سمجھتے تھے کیونکہ وہ صاف لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرہ سو سال میں کوئی مدعی نبوت نہیں ہوا جو ناکام نہ ہوا ہو اور آئندہ کے لئے بھی یہی فیصلہ ہے کہ آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اور کوئی جھوٹا آدمی بھی ایسا دعویٰ نہ کرے گا کہ ہم اس کو ہلاک نہ کردیں'' جس میں صاف مان لیا ہے کہ اب نہ

کوئی سچا نبی ہوسکتا ہے اور نہ جھوٹا دعویٰ کر کے کوئی شخص کامیاب ہوسکتا ہے اور للکار کر دعویٰ کیا ہے کہ اس کا رد کسی سے ممکن نہیں اگر ہے تو ہمارے سامنے پیش کرو۔ امید ہے میاں صاحب اپنی اس دلیل کو اپنے ساکت کرنے کے لئے خود ہی کافی سمجھ لیں گے۔

خلاصہ اس بحث کا یہ ہے کہ میاں صاحب نے کہا تھا کہ خاتم النبیین کے معنی لغت میں آخری نبی نہیں اور جو معنی وہ خود کرتے ہیں یعنی ایسا نبی جس کے اتباع سے نبی بنا کریں گے وہ صراحت سے اور بلا تاویل لغت میں موجود ہیں مگر میں نے لغت کی تقریبا سب کتابوں سے اور احادیث سے اور اقوال ائمہ سے دکھایا ہے کہ وہ سب کے سب خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کرتے ہیں اور یہی معنی حضرت مسیح موعود بھی کرتے ہیں میاں صاحب نے اپنے معنی پر ایک ٹوٹی ہوئی سند بھی پیش نہیں کی۔ نہ لغت کا محاورہ پیش کیا نہ ہی حضرت مسیح موعودؑ کا قول پیش کیا کہ خاتم النبیین کے معنی ہیں ایسا نبی جس کے اتباع سے آئندہ نبی بنا کریں گے۔

خاتم کے معنی مہر ہوں یا آخری۔ خاتم النبیین کے معنی دونوں صورتوں میں آخری نبی ہیں۔ اب یا تو میاں صاحب اپنے معنی کسی حدیث سے ثابت کریں۔ یا کم از کم ائمۂ دین کے اقوال سے ہی دکھا دیں یا یہ دکھا دیں کہ لغت عرب میں یہ محاورہ تھا کہ وہ خاتم القوم کے معنی کیا کرتے تھے ایسا شخص جس کے اتباع سے قوم بنے اور ایک قوم کا آخری شخص اس کے معنی نہ کرتے تھے صرف اسی صورت میں وہ اپنے بیان میں سچے ٹھہر سکتے ہیں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اسی بحث سے مسئلہ نبوت کا فیصلہ ہو جاتا ہے کیونکہ اگر خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہے تو پھر حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کا مسئلہ خود بخود طے ہو جاتا ہے آخری نبی کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔

محمد علی
احمدیہ بلڈنگس لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کیافرماتے ہیں علمائے دین حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے بارے میں۔جنہوں نے ذیل کے عقائد اور خیالات کا اظہار وقتاً فوقتاً اپنی زندگی میں اپنی تحریروں میں کیا کہ آیا۔ان عقائد کو رکھتے ہوئے ان خیالات کے اظہار کی وجہ سے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں یا مسلمان۔

خلاصہ مطلب

یعنی اول ۱۳۰۰ء ہجری میں انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی کا مجدد مقرر فرمایا ہے ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں:۔

''اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجددِ وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابنِ مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت ومشابہت ہے اور اس کو خاص انبیاء ورسل کے نمونہ پر محض ببرکت متابعت حضرت خیر البشر و افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات وسعادت و برکت ہے اور اس کے برخلاف چلنا موجب بُعد وحرمان ہے۔''

پھر اس کے کوئی سات آٹھ سال بعد جب ان کی قبولیت عام طور پر پھیل چکی تھی انہوں نے یہ شائع کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔اور ان کی وفات قرآن شریف اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔اور احادیث میں جو عیسیٰ ابن مریم کے آنے کا ذکر ہے۔وہ پیشگوئی صحیح ہے مگر اس سے مراد اسی امت کے ایک مسیحی صفت انسان کا آنا ہے۔جب اسلام کی حالت دنیا میں بنی اسرائیل کی اس حالت کے مشابہ ہوگئی جو حضرت عیسیٰؑ کے وقت میں تھی اور دجّال اور یاجوج ماجوج وغیرہ کے خروج اور غلبہ سے مراد مسیحی عقائد باطلہ کا پھیل جانا اور عیسائی اقوام کا دنیا میں غلبہ ہے۔اور کہ وہ سب پیشگوئیاں جو آخری زمانہ کے متعلق احادیث نبویہ میں ہیں سچی ہیں اور پوری ہو چکی ہیں اور کہ میں وہ مثیلِ مسیح ہوں جس کے آنے سے مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا:۔

''اس جگہ اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہئے کیونکہ مسیح نبی تھے تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کیلئے محدَّث ہو کر آیا ہے اور محدَّث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔''

''اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے تو میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے مگر اس بات کا بحضور دل یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کیلئے سلسلہ جاری رہے گا نبوت تامہ نہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں''

صرف ایک جزوی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدَّثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کے اقتدا سے ملتی ہے جو مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے یعنی ذات ستودہ صفات سیدنا و مولینا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ''فاعلم ارشدك اللّٰه تعالیٰ ان النبی محدث والمحدث نبی باعتبار وحصول نوع من انواع النبوت وقد قال رسول الله صلی اللّٰه علیه وسلم مایبق من النبوت الا المبشرات له لم یبق من انواع النبوت الا نوع واحد وهی المبشرات من اقسام الرؤیا الصادقة والمکاشفات الصحیحة والوحی

الذی ینزل علیٰ خواص الاولیاء فانظر ایھاالناقدالبصیرالفھیم من ھذاسدباب النبوت علیٰ وجہ کلی بل الحدیث یدل علی ان النبوت التامۃ الحاملۃ لوحی الشریعۃ قدانقطعت ولکن النبوۃ التی لیس فیھاالاالمبشرات فھی باقیۃ الیٰ یوم القیامۃ لا انقطاع لھاابداوقدعلمت وقرأت فی کتب الحدیث ان الرویا الصالحۃ جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ اے من النبوۃ التامۃ فلما کان للرؤیا نصیباً من ھذاالمرتبۃ فکیف الکلام الذی یوحی من اللّٰہ تعالیٰ الیٰ قلوب المحدثین فاعلم ایدك اللّٰہ ان حاصل کلامنا ان ابواب النبوۃ الجزئیۃ مفتوحۃ ابداً ولیس فی ھذاالنوع الا المبشرات والمنذرات من الامورالمغیبۃ واللطائف القرآنیۃ والعلوم اللدنیۃ واماالنبوۃ التی تامۃ کاملۃ جامعۃ لجمیع کمالات الوحی فقدامنابانقطاعھا من یوم نزل فیہ وما کان محمدٌ ابا احدمن رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین۔“

اِن عبارات سے بعض علماء نے یہ سمجھا کہ یہ شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور چند اور اعتراضات بھی آپ کی بعض عبارتوں پر کر کے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ جس کا جواب آپ کی طرف سے بالفاظ ذیل دیا گیا۔

”اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی، ملائک کا منکر، بہشت ودوزخ کا انکاری۔ اور ایسا ہی وجود جبرئیل اور لیلۃ القدر اور معجزات ومعراج نبوی سے منکر ہے۔

لہٰذا میں اظہاراً للحق عام وخاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے۔ نہ میں نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت وجماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔ ”امنت باللّٰہ وملائکتہ

و کتبہ و رسلہ ۔ ۔ ۔ والبعث بعدالموت وامنت بکتاب اللّٰہ العظیم القران الکریم "اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے۔اور خداوند علیم و سمیع اول الشاہدین ہے کہ میں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے اور جن پر ایمان لانے سے ایک غیر مذہب کا آدمی بھی معاً مسلمان کہلانے لگتا ہے۔ میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن اور احادیث صحیحہ میں درج ہیں۔"

اور ایسا ہی یہ بھی شائع کیا۔

دوسرے الزامات جو مجھ پر لگائے جاتے ہیں کہ یہ شخص لیلۃ القدر کا منکر ہے اور معجزات کا انکاری ہے۔اور معراج کا منکر اور نیز نبوت کا مدعی اور ختم نبوت کا انکاری ہے یہ سارے الزامات باطل اور دروغ محض ہیں۔ ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔اور میری کتاب توضیح مرام اور ازالہ اوہام سے جو ایسے اعتراضات نکالے گئے ہیں۔ یہ نکتہ چینوں کی سراسر غلطی ہے۔اب میں یہ مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا مسجد میں کرتا ہوں کہ میں نے جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں۔اور جو شخص نبوت کا منکر ہو اس کو بیدین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ایسا ہی میں ملائکہ اور معجزات اور لیلۃ القدر وغیرہ کا قائل ہوں اور یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ جو کچھ بدقسمتی سے بعض کوتاہ فہم لوگوں نے سمجھ لیا ہے ان اوہام کے ازالہ کیلئے عنقریب ایک مستقل رسالہ تالیف کر کے شائع کروں گا۔غرض میری نسبت جو بجز میرے دعویٰ وفات مسیح اور مثیلِ مسیح ہونے کے اور اعتراض تراشے گئے ہیں وہ سب غلط اور ہیچ اور صرف غلط فہمی کی وجہ سے کئے گئے ہیں۔"

کتاب ازالہ اوہام جن کا آپ کی اس تحریر میں حوالہ موجود ہے۔اس میں ذیل کی تصریحات موجود ہیں اس کے صفحہ ۴۲۱ پر اس الزام کو نقل کر کے کہ "نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔جواب بالفاظ ذیل دیا ہے۔

"نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدَّثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔اور اس میں کیا شک ہے کہ محدَّثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے جس صورت

میں رویاء صالحہ میں نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔تو محدَّثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے۔اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے۔تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آ گیا۔''

پھر اس کتاب کے صفحہ ۵۳۴ پر لکھا ہے:۔

''کیونکر ممکن تھا کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی اور نبی اسی مفہوم تام اور کامل کے ساتھ۔ جو نبوت تامہ کی شرائط میں سے ہے آ سکتا۔کیا یہ ضروری نہیں کہ ایسے نبی کی نبوت تامہ کے لوازم جو وحی اور نزول جبرئیل ہے اس کے وجود کے ساتھ لازم ہونی چاہئے کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں۔جس نے احکام وعقائد دین جبرئیلؑ کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ چکی ہے۔کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی۔''

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۷۷ پر فرمایا ہے:۔

''ظاہر ہے کہ اگر چہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے۔اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرئیلؑ لادیں اور پھر چپ ہو جائیں۔یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے۔کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہو گئی۔تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیلؑ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا۔''

اور پھر صفحہ ۷۶۱ پر ہے:۔

''قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔خواہ وہ نیا رسولؐ ہو یا پرانا ہو کیونکہ رسول کو علم دین، بتوسط جبرئیلؑ ملتا ہے اور باب نزولِ جبرئیلؑ بہ پیرایۂ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آئے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔''

اب ظاہر ہے کہ اگر ایک مصنف کی ایک عبارت متشابہ ہو تو دوسری واضح عبارتیں متشابہ

الفاظ کے معنی کوبھی واضح کر دیں گی اور جس قدر وضاحت سے ان عبارات میں ختم نبوت کے عقیدہ کا اقرار موجود ہے اور مدعی نبوت کو کافر اور کاذب بتایا ہے۔اس سے بڑھ کر تصریح ممکن نہیں۔ یہ وضاحت ایک دو کتابوں میں نہیں بلکہ آپ کی ساری تحریروں میں نظر آتی ہے اور بار بار آپ نے دعویٰ نبوت سے انکار کیا ہے۔نمونہ کے طور پر میں بہت تھوڑے حوالجات پر اکتفا کرتا ہوں۔

''نہ مجھے دعویٰ نبوت وخروج از امت اور نہ میں منکر معجزات وملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئیگا نیا ہو یا پرانا ہو۔اور قرآن کریم کا ایک لفظ یا شعشہ منسوخ نہیں ہوگا۔ہاں محدّث آئیں گے جو اللہ جل شانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کے بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں۔'' (نشان آسمانی صفحہ ۲۹)

۱۸۹۲ء میں لاہور میں ایک مباحثہ کے اثنا میں جب آپ نے یہ کہا کہ مجھے نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں تو ذیل کی تحریر بطور اقرار نامہ کے لکھی گئی اور شائع کی گئی:۔

''تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح اسلام، توضیح مرام وازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدّث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدّثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدّثیت نبوت ناقصہ ہے یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ورنہ حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے۔بلکہ جیسا کہ میں کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۳۷ میں لکھ چکا ہوں میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سید ومولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ لفظ شاق گزرتے ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدّث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے۔''

وبعزۃ اللّٰہ وجلالہ انی مؤمن مسلم واؤمن باللّٰہ وکتبہٖ ورسلہٖ وملائکتہٖ و

البعث بعدالموت وبان رسولنا محمدالمصطفیٰ صلی اللّٰہ علیہ وسلم افضل المرسل وخاتم النبیین وان ھوء لآء قدافتروا علی وقالوا ان ھذا الرجل یدعی انه نبیٌّ ویقول فی شان عیسیٰ ابن مریم کلمات الاستخفات (حمامۃ البشریٰ صفحہ۸)

"ومن اعتراضات المکفرین انھم قالوا ان ھذا الرجل ادعی النبوۃ وقال انی من النبیین،اماالجواب فاعلم یااخیؔ انی ما ادعیت النبوۃ وماقلت لھم انی نبیٌّ ولکن تعجلوا واخطائوا فی فھم قولی ۔ ۔ ۔وماقلت للناس الا ما کتبت فی کتبی من اننی محدث ویکلمنی اللّٰہ کمایکلم المحدثین واللّٰہ یعلم انه اعطانی ھذا المرتبۃ فکیف ارد ما اعطانی اللّٰہ ورزقنی من رزق اعرض عن فیض رب العالمین وما کان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین وھااننی لااصدق الھاماً من الھاماتی الا بعدان اعرضه علی کتاب اللّٰہ واعلم انه کلمایخالف القران فھو کذب والحاد وزندقۃ فکیف ادعی النبوۃ وانامن المسلمین"(حمامۃ البشریٰ)

"وقداستصعب الفرق بین التحدیث والنبوۃ علی بعض الناس فالحق ان بینھما فرق القوۃو الفعل کمابینت انفاً فی مثال الشجرۃ وبذرھافخذھا منی و لاتخف الااللّٰہ(حمامۃ البشریٰ صفحہ۲۹۲،۲۹۳مترجم عربی مع اردو)

"فانظراین ھذاواین ادعاء النبوۃ فلاتظن یااخی انی قلت کلمۃ فیه رائحۃ ادعاء النبوۃ کمافھم المتھورون فی ایمانی وعرضی بل کلما قلت انما قلتھاتبییناً لمعارف القران و دقائقه وانماالاعمال بالنیات ومعاذاللّٰہ ان ادعی النبوۃ بعد ماجعل اللّٰہ نبینا وسیدنامحمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ."(حمامۃ البشریٰ صفحہ۲۹۴ مترجم عربی مع اردو)

"جھوٹے الزام مجھ پرمت لگاؤ کہ حقیقی طور پرنبوت کا دعویٰ کیا ہے۔تم نے نہیں پڑھا کہ محدَّث بھی ایک مرسل ہوتا ہے کیاقرأت و لامحدَّث کی یادنہیں رہی۔پھر یہ کیسی نکتہ چینی ہے کہ مرسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔اے نادانو! بھلا بتلاؤ کہ جو بھیجا گیا ہے اس کوعربی میں مرسل یارسول کہیں گے یا اور کچھ کہیں گے مگر یادرکھو کہ خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنی مراد نہیں ہیں جوصاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے، یہ سچ

ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندے پر نازل فرمایا۔اس میں اس بندے کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ولکل ان یصطلح سو خدا کی یہ اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے۔''

''ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے۔اور نہ پرانا۔قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے۔۔۔عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں۔ پھر خدا کو یہ کیوں حرام ہو گیا کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے۔ کیا قرآن میں سے فقالوا انا الیکم مرسلون بھی یاد نہیں رہا۔انصافاً دیکھو کیا یہی کفر کی بنا ہے۔اگر خدا کے حضور میں پوچھے جاؤ تو کہ میرے کافر ٹھہرانے کے لئے تمہارے ہاتھ میں کونسی دلیل ہے''(سراج منیر ص۲و۳)

کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے۔وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کا استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جل شانہ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے ان کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا۔لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مرسل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں'' (حاشیہ انجام آتھم ص۲۷) اور اس کے آگے صفحہ ۲۸ پر ہے

''لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔سارا جھگڑا یہ ہے جس کو نادان متعصب اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس نبوی سے نبی اللہ

نکلا ہے۔وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا؟۔

''افترا کے طور پر ہم پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور گویا ہم معجزات اور فرشتوں کے منکر ہیں لیکن یاد رہے کہ یہ تمام افتراء ہیں ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔اور یہ کہ ہم فرشتوں اور معجزات اور تمام عقائد اہل سنت کے قائل ہیں'' (کتاب البریہ صفحہ ۸۲ و ۸۱)

ان تمام حوالجات کے بعد جن میں ایسی صراحت ہے کہ اس سے بڑھ کر صراحت ممکن نہیں۔انکار نبوت کیا ہے۔کسی مزید تحقیق کی ضرورت نہیں رہتی مگر مزید صفائی کے لئے میں آپ کی اس کتاب کے بھی چند حوالجات پیش کرتا ہوں جو آپ کی آخری تصنیفات میں سے ہیں۔ یہ کتاب حقیقت الوحی ہے اس کا ایک ضمیمہ ہے جو استفتاء کے طور پر ہے اور جس میں علمائے اسلام سے فتویٰ طلب کیا گیا ہے کہ ان خیالات کے شخص کے بارے میں آپ لوگوں کا کیا فتویٰ ہے۔اس استفتاء میں آپ نے ذیل کے الفاظ لکھے ہیں:۔

''ویقول ان اللّٰہ سمانی نبیابوحیه و کذلك سمیت من قبل علی لسان رسولنا المصطفی ولیس مراده من النبوۃ الاکثرۃ مکالمة اللّٰه و کثرۃ انباء من اللّٰه و کثرۃ مایوحی ویقول مانعنی من النبوۃ مایعنی فی الصحف الاولی بل هی درجة لاتعطی الامن اتباع نبینا خیرالوری '' اور اس کے نیچے یہ حاشیہ دیا ہے:۔

''ذکرت غیرمرۃ ان اللّٰه مارادمن نبوتی الاکثرۃ المکالمة والمخاطبة وهو مسلم عنداکابراهل السنة فالنزاع لیس الانزاعاً لفظیا فلاتستعجلوایااهل العقل والفطنة ولعنة اللّٰه علی من ادعی خلاف ذلك مثقال ذرۃ''(حقیقۃ الوحی الاستفتاء صفحہ ۱۶)

''والنبوۃ قدانقطعت بعدنبیناصلی اللّٰه علیه وسلم ولاکتاب بعدالفرقان الذی هوخیرالصحف السابقة ولاشریعة بعدالشریعة المحمدیة بیدانی سمیت نبیا علی لسان خیرالبریدو ذلك امرظلی من برکات المتابعة وما اریٰ فی نفسی خیراو وجدت کلما وجدت من هذه النفس المقدسة وماعنی اللّٰه من نبوتی الاکثرۃ المکالمة والمخاطبة ولعنة اللّٰه علی من اراد فوق ذلك اوحسب نفسه شیئا اواخرج عنقه من

الـربـقة الـنبـوية وان رسولنا خاتم النبيين وعليه انقطعت سلسلة المرسلين فليس حق احدان يـدعـى النبوة بعدرسولناالمصطفیٰ علی الطريقة المستقلة ومابقی بعده الاكثرة الـمـكـالمة وهوبشرط الاتباع لابغير متابعة خيرالبريد ووالله ماحصل لی هذا المقام الامـن انوار اتباع الاشعة المصطفوية وسميت نبياً من الله علی طريق المجاز لاعلی وجه الحقيقة (الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴)

یہاں نہ صرف صفائی سے یہ کہا ہے کہ میرا نام نبی بطور مجاز رکھا گیا ہے نہ بطور حقیقت بلکہ نبوت اور رسالت کو صاف الفاظ میں منقطع قرار دے کر اس کے بعد کثرت مکالمہ کو باقی کہا ہے۔ پس لازماً کثرت مکالمہ نبوت اور رسالت نہیں۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت مرزا صاحب کے پیروؤں کا ایک گروہ ان کو نبی کہتا ہے تو یہ ایک ایسا امر ہے جس کی نظیریں انبیاء اور اولیاء میں بکثرت ملتی ہیں کہ ایک بزرگ کے پیروؤں نے اس کے مرتبہ میں غلو کیا ہے۔ چنانچہ عیسائیوں کا غلو حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کس حد کو پہنچا ہے کہ کُل کے کُل عیسائی ایک اللہ کے نبی کو جو خدا کی توحید کی تعلیم دینے آیا تھا۔ خود خدا مانتے ہیں۔ پھر خود اس امت میں کتنے بزرگوں کے کلمات مجازی سے یا اور وجوہ پر ٹھوکر کھا کر ان کے مداحوں نے ان کے مرتبہ میں غلو کیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنے پیروؤں کو خود غلو سے روکا چنانچہ آپ کا ۱۷/اگست ۱۸۹۹ء کا خط الحکم میں چھپا ہوا موجود ہے۔

"ایسے ہی بہت سے الہام ہیں جن میں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے بلکہ رسول کے لفظ سے اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ سے علم پا کر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئے اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولـكـن رسـول الـلّـه وخاتم النبيين اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ

ہونا ہے۔ جو شخص انکار میں حد سے گزرتا ہے جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے اسی طرح وہ جو شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گزر جاتا ہے۔"

اصل بات جو حضرت مرزا صاحب کی تمام تحریروں میں صاف نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے لکھا ہے کہ میرے الہامات میں جو لفظ نبی یا رسول آیا ہے۔ یا کسی حدیث میں جو آنے والے مسیح کو نبی کہا ہے۔ تو یہ استعمال لفظ کا محض بطور مجاز اور استعارہ کے ہے اور محدّث کو مجاز کے طور پر نبی کہا جا سکتا ہے۔ یہی مذہب آپ کا اپنی سب سے پہلی کتاب ازالہ اوہام میں ہے اور یہی آخری کتاب حقیقت الوحی میں ہے۔ پس اصل سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ آیا ایک شخص جو ایک مرتبہ نہیں بار بار نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منقطع قرار دیتا ہے اور اس کے اپنے الہامات میں یا کسی اور جگہ جو اس کے متعلق لفظ نبی آیا ہے اسے محض مجاز اور استعارہ قرار دیتا ہے۔ کیا اس کو مدعی نبوت قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور پھر جب وہ اس کے شواہد بھی پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ قرآن شریف میں "واضرب لهم مثلاً اصحاب القرية اذجاء ها المرسلون "میں حضرت عیسیٰ کے حواریوں پر جو رسول نہ تھے۔ لفظ مرسل بطور مجاز بولا گیا ہے۔ حالانکہ حواریوں کو اللہ تعالیٰ کی وحی بھیجنے کا بھی ذکر ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ واذاوحيت الى الحواريين مگر باوجود وحی پانے کے مرسل کا لفظ ان کے لئے محض بطور مجاز بولا گیا ہے۔ نہ حقیقت کے رنگ میں اور اولیاء کے کلام میں مولانا روم کے اس کلام کو پیش کرتا ہے۔ ؎ اونبی وقت باشد اے مرید۔

مُرشد کو مجازاً نبی وقت کہدیا ہے اور پھر یہ بھی غور طلب ہے کہ حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے نبوت تشریعی کو جو انبیاء علیہم السلام کو عطا ہوتی ہے الگ کر کے بیان کیا ہے اور نبوت عامہ کو جس سے مراد محض اس لفظ کے لغوی معنی یعنی اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی ہے۔ جاری مانا ہے فالنبوة سارية الى يوم القيامة فى الخلق وان كان التشريع قد انقطع "اور حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کا قول کتاب المواقیت والجواہر میں یوں نقل کیا ہے:۔

اوتى الانبياء اسم النبوة واوتيناالقلب (جلد۲صفحہ۳۹) جنکی تشریح یہی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے راز اپنے اولیاء پر کھولتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس امت کے اولیاء کی ہمکلامی حدیث صحیح سے ثابت ہے عن ابى هريرة قال قال النبى صلى الله عليه وسلم لقد كان فيمن كان قبلكم من بنى اسرائيل رجال يكلمون من غيران يكونواانبياء فان يك فى

امتی احد منھم فعمر " یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں میں جو تم میں سے پہلے بنی اسرائیل میں سے تھے ایسے لوگ ہوتے تھے جن سے مکالمہ ہوتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں سو اگر میری امت میں ان میں کوئی ہے تو وہ عمر ہے اور بلحاظ لفظ کے لغوی یا مجازی معنی کے ہے (نہ کہ اس کے حقیقی اور اصطلاحی معنی سے) سلف میں سے بعض نے حضرت حوّاؑ اور حضرت آسیہ اور حضرت موسیٰؑ کی والدہ اور حضرت سارہ اور حضرت ہاجرہ اور مریم کو نبی کہا ہے۔ بالخصوص حضرت مریم کی نبوت کے بارے میں قول مشہور ہے جیسا کہ روح المعانی میں زیر تفسیر آیت یامریم ان اللّٰہ اصطفاك وطھرك لکھا ہے۔ اور جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے یؤتی الحکمۃ من یشاء کی تفسیر میں الحکمۃ سے مراد النبوۃ مروی ہے کہ وہاں بھی لغوی یا مجازی معنی مراد ہیں۔ نہ اصطلاحی جس کی تائید میں روح المعانی میں بیہقی کی روایت کو جو ابوامامہ سے مروی ہے نقل کیا ہے۔ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من قرأ ثلث القراٰن اعطیٰ ثلث النبوۃ و من قرأ القراٰن نصف القراٰن اعطیٰ نصف النبوۃ و من قرآ ثلثیہ اعطیٰ ثلثی النبوۃ و من قرأ القراٰن کلہ اعطیٰ کل النبوۃ "یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک تہائی قرآن پڑھا۔ اس کو ایک تہائی نبوت دی گئی اور جس نے نصف قرآن پڑھا اس کو نصف نبوت دی گئی۔ اور جس نے دو تہائی پڑھا اس کو دو تہائی نبوت دی گئی اور جس نے کل قرآن پڑھا اسے ساری نبوت دی گئی۔ اور بلحاظ لفظ نبی کے لغوی یا مجازی معنی کے ہی ایک حدیث میں خالد بن سنان کو نبی کہا گیا ہے کیونکہ قرآن شریف اور احادیث سے صاف ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور کوئی نبی نہیں ہوا۔ اور خالد بن سنان کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اس قدر قریب ہے کہ لکھا ہے کہ اس کی بیٹی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔

پس جس صورت میں کسی لفظ کا مجازی استعمال یا لغت کے معنی کے لحاظ سے استعمال اصولاً جائز ہے اور خود لفظ مرسل مجازی معنی میں قرآن شریف میں استعمال ہوا ہے اور لفظ نبی کا استعمال مجازی معنی میں یا لغوی معنی میں نہ صرف اولیاء اللہ کے کلام میں موجود ہے بلکہ خود حدیث شریف میں بھی موجود ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب شروع سے آخر تک اپنے الہامات وغیرہ میں اس لفظ کے آجانے

کوبطور مجاز اور استعارہ قرار دیتے رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی لکھتے رہے۔تو کیا ان تصریحات کے ہوتے ہوئے ان کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کر کے،ان کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا صحیح ہے حالانکہ کسی شخص کو کافر قرار دینے کیلئے اس کے صریح کفریہ الفاظ ہونے چاہئے۔بینوتو جروا۔

اور اگر حضرت مرزا صاحب نے صراحت سے دعویٰ نبوت سے انکار کیا ہے اور اسی طرح صراحت سے لفظ نبی یا نبوت کا استعمال بطور مجاز کیا ہے۔اور صفائی سے لکھدیا ہے کہ ''میری نسبت جو بجز میرے دعویٰ وفات مسیح اور مثیل مسیح ہونے کے اور اعتراض تراشے گئے ہیں۔وہ سب غلط اور ہیچ اور صرف غلط فہمی کی وجہ سے کئے گئے ہیں''۔تو اب سوال صرف اس قدر رہ جاتا ہے کہ کیا ایک شخص کو اس وجہ سے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ مانتا ہے اور اپنے آپ کو مثیلِ مسیح کہتا ہے۔کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جاسکتا ہے۔حالانکہ ائمہ اہل سنت والجماعت میں سے ایک امام کا یہ مذہب بھی حضرت امام مالک علیہ الرحمۃ کا جیسا کہ مجمع البحار میں لکھا ہے والاکثرون علیٰ ان عیسیٰ لم یمت وقال مالك مات اور اکمال المعلم شرح صحیح مسلم میں نزولِ عیسیٰ کی بحث میں بھی صاف لکھا ہے کہ عتبیہ میں ہے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ کا مذہب یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاگئے۔چنانچہ اس کے لفظ یہ ہیں الاکثر علیٰ انہٗ لم یمت ولکن رفع وفی العتبیة قال مالك مات عیسیٰ ابن مریم ثلاث وثلاثین سنة یعنی اکثر لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ وفات نہیں پائے بلکہ اٹھائے گئے اور عتبیہ میں امام مالک کا قول ہے کہ عیسیٰ ۳۳ رسال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا عقیدہ اہل سنت والجماعت کے عقائد میں سے ٹھہرا۔

جس کی وجہ سے کسی شخص کو کافر قرار نہیں دیا جاسکتا اور نزولِ حضرت عیسیٰ کی پیشگوئیوں کو مان کر وہ تاویل بھی کافر نہیں بنا سکتی۔جو حضرت مرزا صاحب نے کی ہے کہ اس سے مراد ایک مثیلِ مسیح کا اس امت میں ظاہر ہونا ہے کیونکہ اگر وفات کا عقیدہ تسلیم کیا جائے تو نزول کی پیشگوئیوں سے مراد سوائے مثیل کے آنے کے اور کچھ نہیں لی جاسکتی۔

اس کے علاوہ جو کچھ باتیں حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کی جاتی ہیں کہ نعوذ باللہ وہ خدائی کے مدعی تھے وغیرہ۔یہ سب محض افتراء ہیں اور چونکہ یہ محض جہلا کی باتیں ہیں۔اس

لئے علمائے کرام کے سامنے ان کو لانے کی ضرورت بھی نہیں۔ جب ایک شخص اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ غلام کہتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وفعل کو واجب الاتباع قرار دیتا ہے۔ اور دین اسلام کی خدمت گذاری کے لئے ایک جماعت تیار کرتا ہے تو کیا اسے خدائی کا مدعی کہا جا سکتا ہے اور پھر جب اس کے پیروؤں کی ایک جماعت ہے جن میں سے ایک بھی اسے خدا یا خدا کا بیٹا نہیں مانتا۔ تو یہ کہنا کہ وہ خدائی کے مدعی تھے۔ یا اردو کے دعویدار تھے کس قدر خلاف واقعات ہیں غرض ان واقعات کو علمائے کرام کے سامنے پیش کر کے میں یہ التجا کرتا ہوں کہ وہ للہ غور فرمائیں کہ کیا جن عقائد کا اظہار حضرت مرزا صاحب نے خود اپنی تحریروں میں کیا ہے ان کی رو سے وہ مسلمان ٹھہرتے ہیں یا کافر۔ حالانکہ یہ بھی مسلم ہے کہ اگر ایک شخص میں ننانوے وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی۔ پھر بھی اسے کافر نہیں کہنا چاہئے بلکہ مسلمان ہی کہنا چاہئے۔ پس علمائے کرام سے التماس ہے کہ اسلام کی اس سخت مصیبت کے زمانہ میں جبکہ اسلام کی متفقہ اور متحدہ طاقت کی اس کے اعداء کے بالمقابل ضرورت ہے۔ اس امر حق کے اظہار سے عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں۔

والسلام

خاکسار

محمد علی

احمدیہ بلڈنگس لاہور

یکم اپریل ۱۹۲۰ء

بعدہٗ

جواب کے منتظر اور انصاف کے متمنی

جملہ ممبران عالمگیر جماعتِ احمدیہ، لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام انڈیا

ایل۔۲۵/اے، دلشاد گارڈن، دہلی۔۹۵

Email:ahmadiyyaanjuman@yahoo.co.in

Our Website: www.aaiil.org